حضرت مخدوم شیخ احمد آموں فردوسیؒ

کے گراں قدر ملفوظات

تحقیقات المعانیؒ

(جامع حضرت شیخ ارزانی)

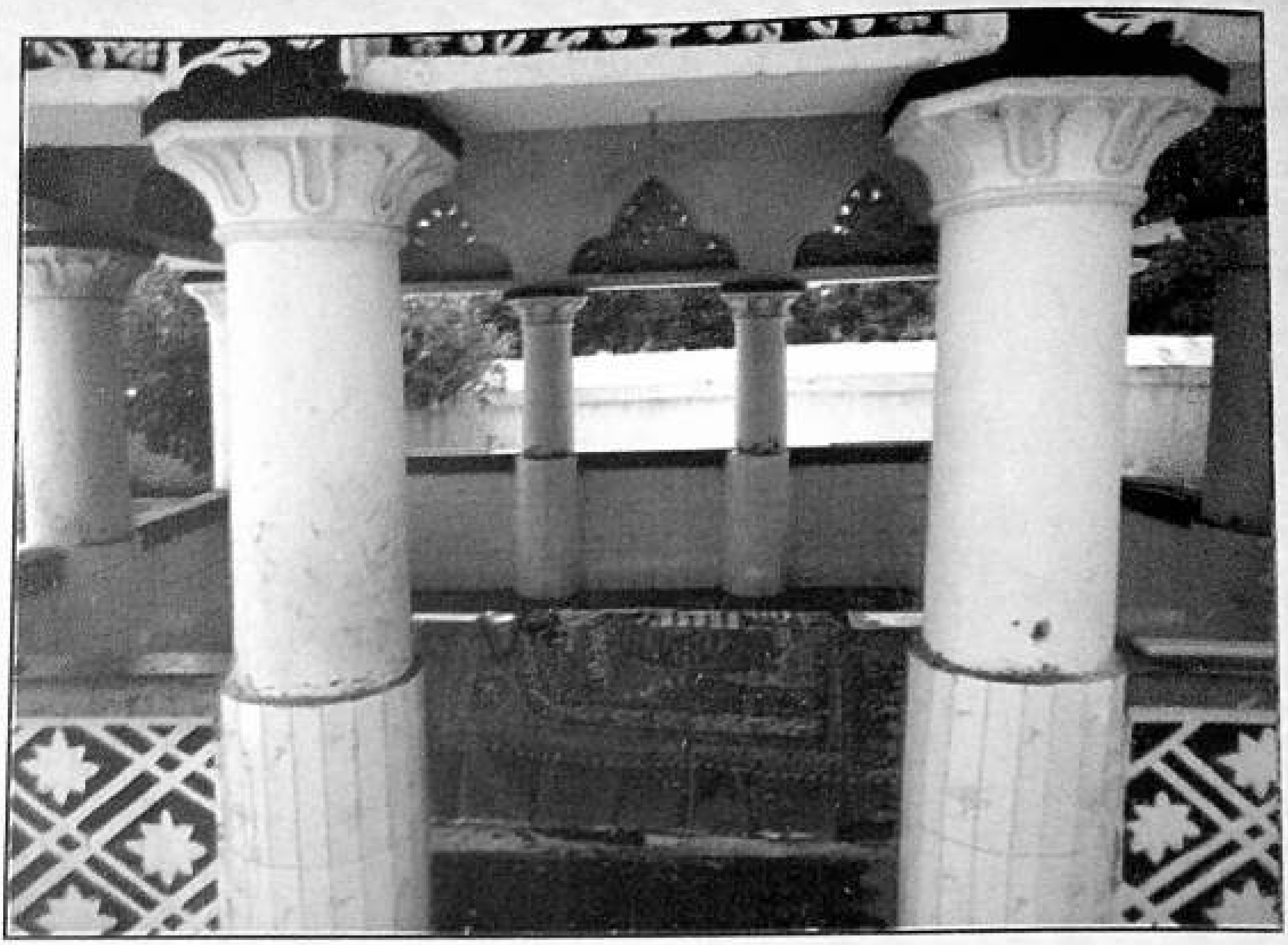
و

مطلوب المبارک

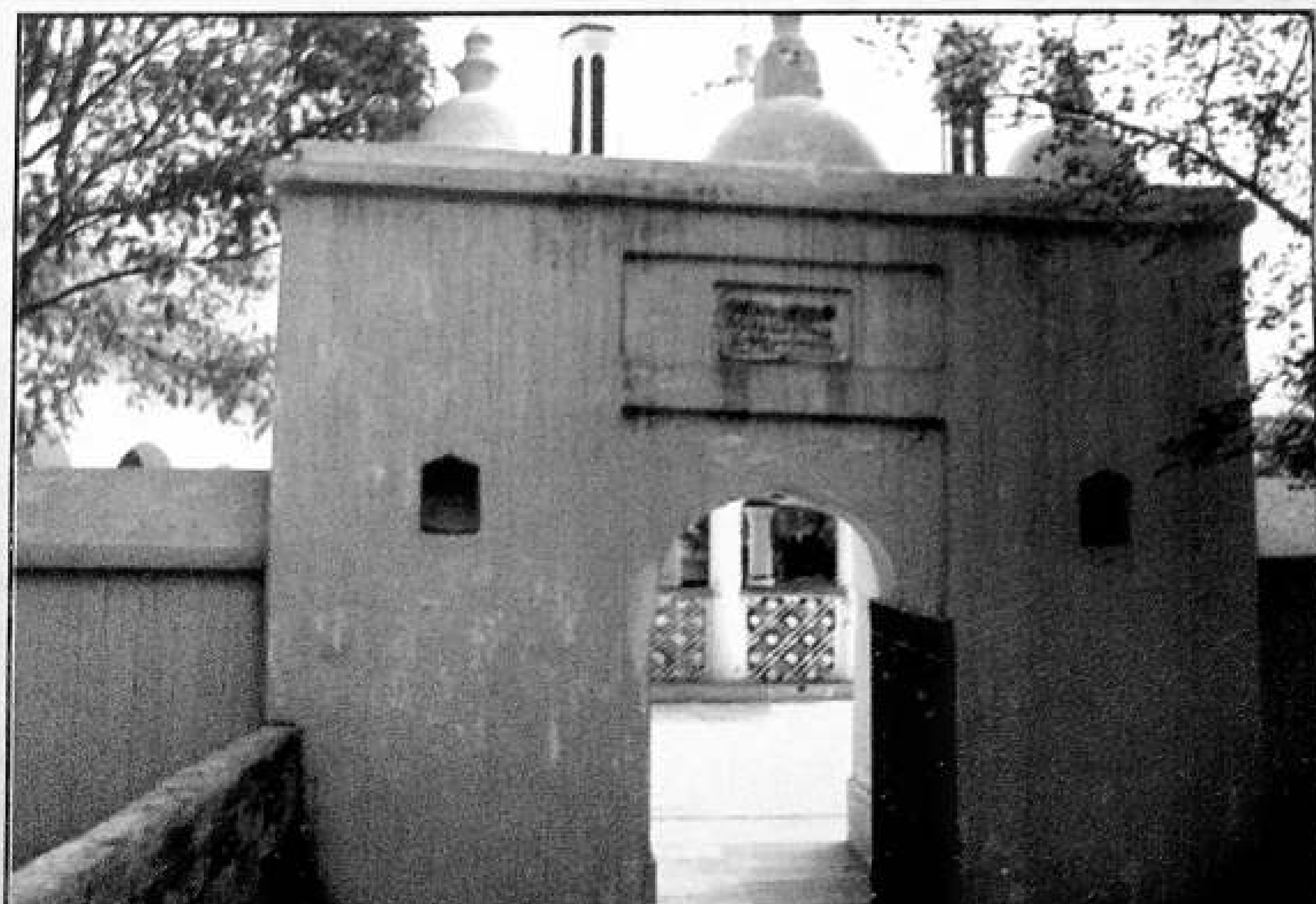
(جامع حضرت شیخ مبارک)

اردو ترجمہ

محمد علی ارشد شرفی فردوسی

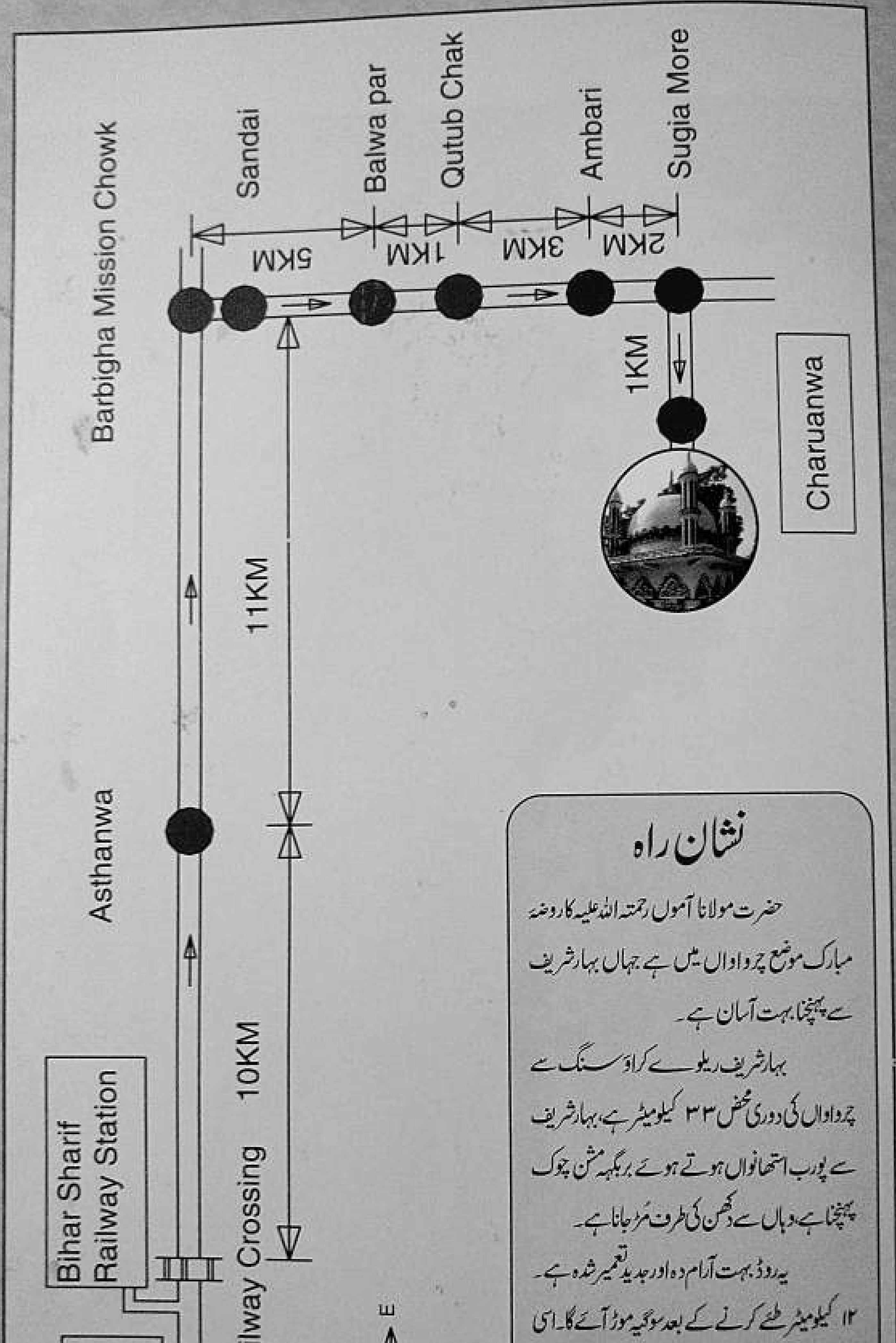


مزار مبارک حضرت مولانا شیخ احمد آموںؒ



اندرونی دروازہ مع کتبہ


آستانہ حضرت مولانا شیخ احمد آموںؒ



نشان راہ

حضرت مولانا آموں رحمتہ اللہ علیہ کا روضہ مبارک موضع چرواواں میں ہے جہاں بہار شریف سے پہنچنا بہت آسان ہے۔

بہار شریف ریلوے کراوسنگ سے چرواواں کی دوری محض ۳۳ کیلومیٹر ہے، بہار شریف سے پورب استھانواں ہوتے ہوئے بربگھہ مشن چوک پہنچنا ہے وہاں سے دکھن کی طرف مُڑ جانا ہے۔

یہ روڈ بہت آرام دہ اور جدید تعمیر شدہ ہے۔

۱۲ کیلومیٹر طے کرنے کے بعد سوگیہ موڑ آئے گا۔ اسی موڑ میں پچھم کی طرف چل پڑنا ہے۔ یہ راستہ سیدھے درگاہ شریف کی طرف چلا گیا ہے۔ سوگیہ موڑ سے صرف ایک کیلومیٹر کی دوری پر آستانہ شریف ہے۔



مخدوم تالاب (چرواواں)

حضرت مخدوم شیخ احمد آموں فردوسیؒ

کے گراں قدر ملفوظات

تحقیقات المعانی

(جامع حضرت شیخ ارزانی)

وُ

مطلوب المبارک

(جامع حضرت شیخ مبارک)

اردو ترجمہ

محمد علی ارشد شرفی فردوسی

نام کتاب	تحقیقات المعانی اور مطلوب المبارک
ملفوظ	حضرت مخدوم شیخ احمد آموں فردوسیؒ
جامع	حضرت شیخ ارزانیؒ اور حضرت شیخ مبارکؒ
اردو ترجمہ	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد علی ارشد شرفی فردوسی مدظلہ العالی
تقدیم	احمد غزالی فردوسی
اشاعت	۱۴۳۵ھ----۲۰۱۴ء
کمپوزنگ	فردوسی کمپیوٹر سنٹر، گلزار ابراہیم، بھینسا سور، بہار شریف
تعداد اشاعت	
طباعت	
صفحات	96
ہدیہ	
رابطہ	+91-9905319932 ,9905377925

ناشر

شرف الاشاعت،

خانقاہ بلخیہ فردوسیہ

گلزار ابراہیم بھینسا سور، بہار شریف (۸۰۳۱۰۱) نالندہ (بہار)

فہرست

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت مولانا آموںؒ اور آپ کے ملفوظات

ایک جائزہ

احمد غزالی فردوسی

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ھُوَ الۡحَامِدُ وَ الۡمَحۡمُوۡدُ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہٖ مُحَمَّدٍ ھُوَ الۡمَقۡصُوۡدُ وَ الۡمَوۡجُوۡدُ ○

ہر سال ۵ رشوال المکرم دن گذار کر عشاء کے وقت سلطان المحققین حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری فردوسی قدس اللہ سرہٗ کے عرس کے موقع پر آپ کا وفات نامہ اس پر کیف انداز میں پڑھا جاتا کہ تمام حاضرین و سامعین مکیف اور بے خود ہو جاتے اور تھوڑی دیر کے لئے ایسا ضرور محسوس کرتے کہ حضرت مخدوم جہاںؒ کے اس سفر آخرت کے وقت تمام مریدین، معتقدین، متوسلین اور عاشقین کے ساتھ ہم لوگ بھی وہاں پر موجود ہیں۔

اس وفات نامے سے پتہ چلتا ہے کہ سفرِ آخرت کے وقت حضرت مخدوم جہاںؒ اپنے چاہنے والوں کو نام لے لے کر مخاطب کرتے اور حضرت مولانا آموںؒ کو "آموں آموں" کہہ کر ایسے درد بھرے انداز میں آواز دیتے کہ راقم الحروف کے دل میں اکثر خیال پیدا ہوتا کہ آخر یہ حضرت آموں ہیں کون اور کس شخصیت کے مالک ہیں؟

ایک دن ہمت کر کے سیدی و مولائی حضرت والد ماجد سید شاہ علی ارشد شرفی فردوسی مدظلہ العالی سے مؤدبانہ عرض کیا کہ حضرت مولانا آموںؒ کے بارے میں کچھ مواد ملتا ہے یا نہیں اور ان کا علمی سرمایہ یا ان سے متعلق معلومات محفوظ ہیں یا نہیں؟ اگر حضرت سے متعلق کچھ واقفیت کرائی جائے تو دلِ تشنہ کو سیرابی نصیب ہو۔ آپ نے اسی وقت اپنے عزیز مرید اور شاگرد برادرم نواز شریف فردوسی کو حکم دیا کہ مخطوطے کی الماری سے "تحقیقات المعانی" اور "مطلوب المبارک" نام کے رسالے نکال کر لاؤ۔ دونوں رسالے حضرت والد ماجد کے سامنے تھے۔ آپ نے جہاں حضرت مولانا آموںؒ کے فضائل و مناقب بیان فرمائے وہیں ان دونوں رسالوں کے مختلف صفحات کی عبارت پڑھ کر سنائی۔ تلاش و جستجو بھرے دل کو قدرے اطمینان ہوا مگر ان دونوں رسالوں کو پڑھنے اور سمجھنے کا اشتیاق اور بڑھ گیا۔

حضرت کی شفقت کو دیکھتے ہوئے عرض کیا کہ ان دونوں قیمتی رسالوں کا اگر اردو ترجمہ کردیا جائے تو ہم جیسے لاکھوں فردوسیوں کی تشنگی دور ہو، اور ان کی معلومات میں اضافہ ہو۔ بارگاہِ پدری میں درخواست فرزندی قبول ہوگئی۔ حضرت نے دونوں رسالوں کا اردو ترجمہ، بہت جلد کر کے عنایت فرمادیا۔ (یہاں پر یہ عرض کردینا مناسب ہے کہ دونوں رسالوں کا ترجمہ ذاتی کتب خانہ کے قلمی نسخوں سے کیا گیا ہے)۔ اب فکر ہوئی کہ حضرت مولانا آموںؒ سے متعلق کچھ مزید معلومات بھی اس میں شامل ہوتے، اسی تلاش و جستجو میں اپنی لائبریری (کتب خانہ بلخیہ فردوسیہ) کے فارسی مطبوعات میں تحقیقات المعانی اور مطلوب المبارك کا مطبوعہ نسخہ استادِ فارسی جناب ڈاکٹر عطا کریم برق (سابق صدر شعبۂ عربی و فارسی کلکتہ یونیورسیٹی) کا مرتب کردہ اور ایڈٹ کردہ مل گیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کا یہ ایک بہت ہی بیش قیمت اور وقیع کام ہے کہ مختلف خانقاہوں میں جا کر اور مقتدر ہستیوں کی خدمت میں پہنچ کر وہاں کے قلمی نسخوں سے ان دونوں رسالوں کا تقابلی مطالعہ کیا اور ایڈٹ کی فنی خصوصیات سے سجا کر زیور طباعت سے آراستہ فرما کر منظرِ عام پر لایا۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے۔ ان کی اس خدمت کو شرفِ اجابت سے مشرف کر کے اپنی بارگاہِ رحمت و مغفرت سے بے شمار اجر عطا فرمائے۔

حضرت مولانا شیخ احمد آموںؒ

بن گئے ذرے آفتاب جہاں
درِ اقدس کی کرکے دربانی

حضرت مولانا آموں، عبدالمطلب کے صاحبزادے جناب عباس کی اولاد میں ہیں، آپ کا نسب نامہ "تحقیقات المعانی" اور "مطلوب المبارک" دونوں میں موجود ہے۔ حضرت آموں کے مورث اعلیٰ شیخ عبداللہ اصفہان کے رہنے والے تھے، وہاں سے نقل مکانی کر کے ہندوستان آئے اور چوسا کو اپنی قیام گاہ بنالیا۔ حضرت شیخ عبداللہ اصفہانی کی پانچویں پشت میں حضرت شیخ ابراہیم آتے ہیں جو حضرت شیخ آموں کے والد بزرگوار تھے اور حضرت مولانا آموں کے قول کے مطابق حضرت شیخ ابراہیمؒ، حضرت مخدوم جہاں کے دست گرفتہ اور طاقیہ یافتہ بھی تھے۔ موضع چارگاواں (چرواواں) آگئے، یہیں کی سکونت اختیار کرلی اور شاید آپ ہی کے نام کی نسبت سے اس گاؤں کا پورا نام "ابراہیم پور چارگاواں" پڑ گیا۔ یہیں حضرت شیخ ابراہیم کو اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا جن کا نام احمد ہے اور یہی مولانا آموں کے نام سے مشہور ہیں۔ حضرت آموںؒ کی نشوونما اسی گاؤں میں ہوئی اور اپنے والد ماجد کے زیر سایہ پروان چڑھے۔ فردوسی

پہلے ہی فیض
فیضان اور فردوسی نسبت تو اس گھر کو حضرت شیخ ابراہیم کے ذریعہ پہلے ہی فیض یاب کر چکی تھی اب حضرت مولانا آموں پر نوازش و کرم کی بارش ہونی تھی۔ ان کے دل کو منور و تابناک کرنا تھا اور دنیا کی محبت و الفت کی آلودگی سے ان کے دل کو پورے طور پر پاک و صاف رکھنا تھا اس کی صورت یہ نکلی کہ حضرت مخدوم جہاںؒ اکثر و بیشتر حضرت مخدوم عالم پناہ شاہ شعیب فردوسی اور حضرت مخدوم شاہ اسحاق مغربی قدس اللہ سرہما کی ملاقات کے لئے شیخ پورہ اور منتھو کر تشریف لے جاتے۔ چارگاواں (چرواواں) کا محل وقوع بہار شریف اور شیخ پورہ کے درمیان ہے، وہاں اپنے مرید حضرت شیخ ابراہیم کے یہاں قیام فرمانا محبت و شفقت سے بھرپور عمل تھا۔ ایک روز وہ مبارک و مسعود گھڑی آہی گئی جب حضرت مخدوم جہاںؒ نے شیخ آموں کو اپنی آغوش محبت میں لے لیا۔ جیسے ہی ان پر حضرت مخدوم جہاںؒ کی نگاہ مبارک پڑی اپنے قریب بلایا اور کھانے کے لئے کچھ طلب فرمایا۔ مولانا آموں دوڑ کر گئے اور جو کچھ موجود تھا حاضر کیا، آپ نے تناول فرمایا اور ایک لقمہ اپنے منہ سے چبا کر دست مبارک سے مولانا آموں کے منہ میں ڈال دیا، پھر کیا تھا، اس بابرکت لقمے نے وہ کام کیا اور ایسا کایا پلٹ کیا جس کو حضرت آموں ہی سمجھ سکتے ہیں کہ نگاہ مرد مومن سے کس طرح تقدیریں بدل جاتی ہیں، باطن روشن ہوگیا، مال و اسباب، زمین و جائداد کی محبت دل سے

رخصت ہو گئی، اور مخدوم جہاںؒ سے ایسی وارفتگی پیدا ہو گئی کہ جواب میں "مولانا آموں، بھائی آموں، شیخ آموں اور مقبول عالم آموں" جیسے شفقت آمیز القاب و آداب سے نوازے گئے۔ حضرت آموں کی اس بلند اختری کے وقت ان کی ظاہری تعلیم پوری نہیں ہوئی تھی جیسے ہی فراغت ہوئی حضرت مخدوم جہاںؒ کے دست مبارک پر باقاعدہ بیعت کی اور جان نثار مریدوں اور خلفاء کی فہرست میں شامل ہو کر سفر ہو یا حضر ہر جگہ دن رات خدمت میں لگ گئے، راحت القلوب (ملفوظ حضرت مخدوم جہاںؒ) کی عبارت سے پتا چلتا ہے کہ مولانا آموں بارہ سال کی عمر ہی سے مخدوم جہاںؒ کے قدموں سے لگ گئے تھے، مخدوم جہاںؒ نے نہ صرف ان کے افق دل کو محبت و خدمت اور حقیقت و معرفت کے چاند ستاروں سے سجا دیا اور گلشن دل میں عطر بیز پھولوں کی چمن بندی کر دی بلکہ اس وقت کے حاکم، کامگار الملقب بہ مجد الملک مقطع نے جو زمین حضرت مخدوم جہاںؒ کو نذر کی تھی اسے مولانا آموں کو عطا فرما کر اس میں اپنے دست مبارک سے گلچکاں کا درخت لگا دیا، پوری زمین کو باغ کے لئے مختص کر دیا اور خاص نوازش و کرم کے ساتھ فرمایا کہ یہ زمین جو نذر شدہ ہے تمہارے مدفن کے لئے اور تمہاری اولاد کی رہائش کے لئے دی جاتی ہے۔

اپنے مریدوں اور طالبوں کو ان کی تکیہ گاہ کے لئے زمین اور جگہ مقرر

فرمانا حضرت مخدوم جہاںؒ کی خاص صفت تھی، آپ کے ملفوظ "راحت القلوب" کی مجلس دس (۱۰) کی یہ عبارت ملاحظہ کیجئے :

"حضرت مخدوم مقبول کونین بر یک طالبان و مریدان را
از حضور پر نور خود جا بجا تکیہ گاہ مقرر فرمودہ اند"

اسی مجلس سے اس بات کی تصدیق بھی ہوتی ہے کہ اس وقت کے حاکم حضرت مخدوم کی خدمت اقدس میں بہت تمناؤں کے ساتھ حاضر ہوئے اور التجا کی تھوڑی سی زمین مخدوم جہاںؒ کی نذر کے لئے لایا ہوں جو فقیروں کے کام آئے گی. مخدوم جہاںؒ نے اسی حاکم مذکور کی موجودگی میں وہ زمین مولانا آموں کو عطا فرمائی اور اپنی خاص نوازش کے ساتھ مولانا آموں. بھائی آموں، شیخ آموں اور مقبول عالم آموں کے محبت بھرے خطاب سے نوازا. مولانا نے شیخ کے عطیہ کو بسر و چشم قبول کیا. اپنی تکیہ اور آرام گاہ بنائی. حضرت مخدوم جہاںؒ اکثر و بیشتر اس زمین پر جایا کرتے. اس زمین پر کھچکاں کا ایک درخت تبرکاً اپنے مبارک ہاتھوں سے لگایا. دودھ اور شکر سے اس کو سیراب کیا مزید درختوں کے لگانے کا مولانا آموں کو حکم دیا اور حضرت نے اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل کی۔

قربان جائیے ایسے شخص پر جو اپنے مرید پر فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة یعنی حسنات دینوی اور حسنات اخروی دونوں کی نعمتیں نثار فرما رہے تھے۔

جیسا کہ قبل عرض کیا کہ مولانا آموں سفر ہو یا حضر یعنی بہار شریف ہو یا منھوکر، شیخ پورہ ہو یا چارگاواں (چرواواں) ہر جگہ اپنے شیخ حضرت مخدوم جہاںؒ کے ساتھ ہوتے حد تو یہ ہے کہ جب ہمارے مخدوم راجگیر میں قیام کے دوران مجاہدے میں مشغول تھے تو مولانا آموںؒ وہاں کی خدمت گذاری بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ حاضر باش رہتے جو کچھ سماعت فرماتے گرہ بند کرلیتے۔ مخدوم جہاںؒ اور مولانا مظفر بلخیؒ کے نسب نامے بھی شیخ کی زبان مبارک سے راجگیر ہی میں سنا اور اس کو اپنی یادداشت میں محفوظ کرلیا۔ مولانا آموں فرماتے ہیں کہ ''راجگیر کے قیام کے دوران جو کچھ اپنے شیخ سے سنا ہے وہ آج بھی تفصیل کے ساتھ پورے طور پر مجھے یاد ہیں''۔

حضرت مخدوم جہاںؒ کے ملفوظات میں اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ مولانا آموں اپنے شیخ کی علمی مجالس میں بھی ہمہ تن گوش ہو کر بیٹھتے بلکہ کبھی کبھی کسی دینی مسئلہ سے متعلق استفسار بھی کرتے۔ حضرت مخدوم کا مستند ترین ملفوظ ''معدن المعانی'' مجلس انیس (۱۹) دیکھئے قصر اور حلق سے متعلق کتنا اہم سوال کیا ہے اور شیخ نے کس طرح تشفی کرائی ہے۔

''راحت القلوب'' کل دس (۱۰) مجالس پر مشتمل حضرت مخدوم جہاںؒ کا ایک پُر ارزش ملفوظ ہے اور اس کے جامع بھی شاید حضرت زین

بدر عربی فردوسیؒ ہی ہیں۔ اس کتاب کے مضامین مثلاً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ، ولادت سے پہلے ظہور پذیر ہونے والے معجزات۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی مدنی کہنے کی وجہ، ازواج مطہرات کا ذکر۔ اولاد کا تذکرہ، سید کسے کہتے ہیں۔ حضرت اویس قرنیؒ کا تفصیلی تذکرہ جیسے بڑے قیمتی اور وقیع عنوانات ہیں اور اس کتاب کے اکثر سوالات مولانا آموںؒ کے ذریعہ ملتے ہیں۔ آیئے! ان کے کئے ہوئے چند سوالات پہ ایک نظر ڈال کر ان کی علمی بصیرت کا اندازہ لگائیں اور یہ بھی دیکھیں کہ بارہ سال کی عمر سے حضرت مخدوم جہاںؒ کی صحبت و رفاقت میں رہنے والا یہ عزیز ترین شاگرد اپنے شیخ کی درسی، روحانی اور عرفانی مجالس میں شریک رہ کر کس انہماک سے کسب علوم کرتا ہے۔

تیسری مجلس ہے۔ حضرت خواجہ اویس قرنیؒ کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ مولانا آموں سوال کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبائے مبارک آنحضرت ﷺ کے اشارے سے پہنچی تھی یا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اتفاق رائے سے؟

پھر اسی مجلس میں دریافت کرتے ہیں کہ خواجہ اویس رحمتہ اللہ علیہ نے کس وجہ کر اپنے سارے دانتوں کو شہید کر دیا۔

ساتویں مجلس جامع مسجد میں ہو رہی تھی، حضرت مخدوم جہاںؒ چمکتے ہوئے چاند کی طرح جلوہ افروز تھے اور طالبین دین و محققین اہل یقین آپ کے چاروں طرف ہالہ کی طرح گھیرے ہوئے تھے۔ دینی گفتگو ہو رہی تھی، اسی وقت مولانا آموں نے سوال کر دیا کہ جمعہ کے دن کتنی رکعتیں نماز پڑھی جائیں اس مسئلہ میں علماء کے درمیان جو اختلاف ہے وہ سب کو معلوم ہے لیکن حضرت یہ بتائیں کہ اہل سنت کے مذہب کے مطابق کتنی رکعتیں ثابت ہیں؟

مخدوم جہاںؒ نے نہ صرف ان کے سوال کا جواب دیا بلکہ مولانا آموں سے ریاحین کی اس عبارت کو عوام کی ترغیب کے لئے بہ آواز بلند پڑھوایا۔

بعض صوفیاء یہ کہتے ہیں کہ جو درجۂ کمال پر پہنچ جاتا ہے اس پر عبادت کرنی فرض نہیں۔ اس اہم مسئلہ کا جواب مولانا آموں نے دریافت فرمایا جس کی تفصیل اسی کتاب کی نویں مجلس میں موجود ہے۔

اگر کسی کا باپ شیخ ہو اور ماں سیدہ ہو اس کے بچے کو سید کہیں گے یا نہیں؟ اس مسئلہ کو بھی مولانا آموں ہی نے بارگاہ مخدومؒ میں جواب کے لئے پیش کیا۔ نویں مجلس میں بالتصریح اس کا بیان موجود ہے۔

اسی مجلس میں آگے چل کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکی،
مدنی اور امی جیسے القاب کی روشنی میں مولانا آموں نے دریافت فرمایا کہ
لوگ کہتے ہیں کہ جس جگہ کی مٹی سے انسان کا وجود بنایا جاتا ہے اسی جگہ
اس کی تدفین ہوتی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد مبارک کی
مٹی ناف زمین سے ہے۔ جہاں کعبہ ہے اور تدفین مدینہ میں ہوئی۔ جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ مبارک کی مٹی مکہ کی تھی تو صحابہ نے
مدینہ میں کیوں دفن کیا؟

اس کتاب کی دسویں مجلس تو تقریباً مولانا آموںؒ کے تذکرے ہی
میں ہے۔

راحت القلوب کے مندرجہ بالا اقتباسات محض اس لئے پیش کئے
گئے کہ ان سے مولانا آموںؒ کی علمی وجاہت اور بارگاہ مخدوم میں مولانا آموں کی
حاضری و باریابی کے دلائل و براہین سے قارئین کو روشناس کرایا جائے۔

ملت اسلامیہ کا یہ نیر تاباں اور سلسلہ فردوسیہ کا یہ آفتاب درخشاں اسی
گاؤں چارگاواں (چرواواں) میں ۴ر شعبان المعظم ۷۸۴ھ جمعہ کے دن
چاشت کے وقت ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا، بعد نماز ظہر تدفین عمل میں
آئی۔ آپ کی وفات کا مادۂ تاریخ "در شرف" ہے اور پورا قطعۂ تاریخ اس

طرح ہے. جس کو حضرت کے پوتے شیخ مبارکؒ نے یوں نظم کیا ہے۔

مخدوم شاہ آموں از بہر نذر جاناں

رخشندہ گوہر جاں چوں از صدف بر آورد

زد غوطہ ھا مبارک در بحر فکر سالش

تاریخ انتقالش در شرف بر آورد

۷۸۴

اپنے پیر و مرشد سلطان المحققین حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری فردوسی قدس اللہ سرہ العزیز کی جدائی کا غم اور فرقت کا درد برداشت نہ کر سکے اور دو ہی سال کے بعد اس جہان فانی سے ملک بقا کو رخصت ہو گئے. اللہ تعالیٰ حضرت پر اپنے کرم کی خوب خوب بارش فرمائے۔

وصال کے وقت آپ کی بھی تقریباً وہی کیفیت تھی جو حضرت مخدوم جہاںؒ کی تھی یعنی پہلے سے روانگی کی اطلاع. سفر آخرت کی تیاری. عزیزوں پر نوازش و کرم. مولیٰ کی یاد اور فکر آخرت کی تاکید، سب کی تسلی و تشفی کے لئے اپنے پیر و مرشد کا وہی جملہ دہرانا کہ:-

"اگر میری آبرو رہ گئی تو کسی کو نہیں چھوڑوں گا"۔

یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ فنائیت کی اعلیٰ شان ہے۔

آپ کے ملفوظات

تحقیقات المعانی اور مطلوب المبارک

راقم الحروف اپنی کم علمی کے اعتراف اور معلومات کی کمی کے اقرار کے ساتھ یہ لکھنے میں حق بجانب ہے کہ حضرت مولانا آموں ؒ ہی کی ذات گرامی ایسی ہے جن کے ملفوظات کو ان کے بیٹے اور پوتے دونوں نے جمع کئے ہیں۔ شاید ایسی کوئی دوسری مثال نہ ہو۔

ایسی بھی مجلسیں ہیں جن میں دونوں حاضر رہے اور دونوں نے اپنے اپنے طور پر مجلس کی روداد قلم بند کی۔ اس سے اگر بیٹے اور پوتے کی غایت عقیدت کا اظہار ہوتا ہے تو دونوں کے علمی ذوق کا اندازہ بھی ہوتا ہے اور دونوں کے اسلوب نگارش پر روشنی بھی پڑتی ہے۔ دونوں رسالوں کے مضامین کی یکسانیت نے بعض محققین کو اس شک میں مبتلا کر دیا کہ دونوں رسالے ایک ہی ہیں حالانکہ ایسی بات نہیں، دونوں الگ الگ رسالے ہیں۔

ان رسالوں سے جہاں مولانا آموں ؒ کی شخصیت، ان کے معمولات، تعلیمات، مشاغل، اوراد و وظائف، علمی تفوق اور عظمت و بزرگی اجاگر ہوتی ہیں وہیں ان کے پیر و مرشد سلطان المحققین حضرت مخدوم جہاں ؒ کی عظمت کے چند ایسے گوشے بھی سامنے آتے ہیں جو شاید آج تک عوام و

خواص دونوں کی نظروں سے اوجھل رہے ہوں، مثلاً طالبوں اور مریدوں کو ان کی قیام گاہ اور تکیہ گاہ کے لئے زمین عنایت کرتے، ایسا لگتا ہے کہ مخدوم جہاںؒ کے سامنے ہوسنگ اسکیم HOUSING SCHEME تھی جہاں اللہ کے بندوں کو بسانا چاہتے تھے۔

آزادی کے بعد ہندوستان میں ونوبا بھاوے نے ۱۹۵۱ء میں ایک تحریک شروع کی جو"بھودان" تحریک کے نام سے مشہور ہوئی اس کا مقصد یہ تھا کہ جن کے پاس ضرورت سے زیادہ زمین ہے وہ اس کا کچھ حصہ ایسے لوگوں کو تحفتاً دے دیں جن کے پاس کوئی زمین نہیں ہے تاکہ زمین سے محروم لوگ بھی کھیتی کرکے اپنی روزی کا سامان مہیا کرسکیں اور سر چھپانے کے لئے جھونپڑی بنا سکیں، انہوں نے زمینداروں اور زمین کے مالکوں کے درمیان یہ بات رکھی۔ آندھرا پردیش سے شروع کی جانے والی اس تحریک کو پورے دیش میں پہنچایا سب نے بھودان تحریک کو نہ صرف سراہا بلکہ خوش دلی کے ساتھ اس کو قبول کیا اور ونوبا بھاوے کی اس اپیل پر عمل بھی کیا۔

یہاں پر راقم الحروف کا مقصد نہ بھودان تحریک کی تشہیر ہے اور نہ ونوبا بھاوے کی تعریف بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ جس بات کی کوشش بیسویں صدی عیسوی کے وسط میں ہوئی اور جس ضرورت کا خیال ونوباجی

کے دل میں پیدا ہوا اس کام کی بنیاد ہمارے مخدوم جہاںؒ نے اب سے سات سو برس پہلے رکھ دی تھی اور نہ صرف اپیل کے ذریعہ بلکہ عملی طور پر خود کر کے بھی دکھایا، اکثر مریدوں اور عقیدت کیشوں کو رہائش کے لئے اور باغبانی کے لئے حکام اور امراء کے ذریعہ نذر میں ملی ہوئی زمین عطا فرما کر لوگوں کو یہ سبق دیا کہ دوسروں کی ضرورت کا خیال رکھو اور صرف زبانی طور پر دعوت نہ دو بلکہ خود کر کے بھی دکھاؤ۔

آج ساری دنیا میں ماحولیات ENVIRONMENT کی حفاظت پر بہت زور صرف ہو رہا ہے ہر جگہ پیڑ پودے لگائے جا رہے ہیں، دیہات ہی نہیں بلکہ شہروں کو بھی گرین سیٹی بنایا جا رہا ہے۔ ان دونوں رسالوں کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے مخدوم جہاںؒ نے اس کام کو سات سو برس پہلے ہی شروع کر دیا تھا جب کہ اس وقت نہ اتنی آبادی تھی نہ اتنی گاڑیاں تھیں۔ نہ اتنی عمارتیں تھیں پھر بھی اپنے ہاتھ سے درخت لگانا۔ دودھ شکر سے اس کی آبیاری کرنا اور مزید باغ لگانے کی تاکید سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ ماحولیات کی پاکیزگی اور شفافیت پر ہمارے مخدوم کی گہری نظر تھی۔

تحقیقات المعانی

اس کے جامع حضرت آموںؒ کے صاحبزادے مرید اور خلیفہ ومجاز شیخ ارزانی ہیں۔ سب سے پہلے تمہیدی کلمات ہیں جن میں حمد وصلوٰۃ وسلام سے ابتدا ہوتی ہے۔ پھر اس رسالے کا اس طرح تعارف کراتے ہیں۔

بندۂ عاصی بیچارہ ارزانی عرض رساں ہے کہ خلیفۂ عصرنا و مقتدائے دھرنا گوہر معدن تحقیق ولولوی لجۂ تصدیق حضرت مخدومنا، مرشد الحق والحقیقت بندگی حضرت مخدوم شاہ آموں یعنی اپنے والد ماجد قدس سرہٗ کی زبان گوہر فشاں سے تعلیم وتلقین کے پیشِ نظر سوالات وارشادات سے متعلق خاص وقتوں میں اور خلوت وجلوت میں جو کچھ سنا اور سمجھا اس بے چارے نے حضرت کی مرضی اور اشارے کو مدنظر رکھتے ہوئے قلم بند کر دیا ہے اور یہ جو کچھ لکھا ہے پہلے حضرت مخدوم کی نگاہِ مبارک کے سامنے پیش کیا۔ چنانچہ حضرت نے پوری توجہ اور نہایت شفقت ونوازش کے ساتھ شروع سے آخر تک مطالعہ فرمایا اور خود ہی اس کا نام تحقیقات المعانی رکھا چوں کہ اس میں اکثر فواید بہت اچھی ترتیب کے ساتھ لائے گئے ہیں اس لئے بار بار بہت تاکید کے ساتھ فرمایا کہ دین کے طالبوں اور اہل الیقین کے وارثوں کے بہت کام آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ رسالہ دو ابواب پر مشتمل ہے اور دونوں باب میں تین تین مجلسیں ہیں۔

باب اول

پہلی مجلس میں حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری فردوسی، حضرت مولانا مظفر شمس بلخی فردوسی اور خود حضرت مولانا شیخ آموں فردوسی قدس اللہ سرھم کے نسب نامے ہیں، لفظ قریشی کی تشریح ہے، تلاوتِ قران کا ذکر ہے، دورانِ تلاوت لا تقنطوا من رحمة الله کی آیت پر پہنچے حضرت مخدوم جہاںؒ کے وصال کی گھڑی یاد آئی، اشکبار ہو گئے اور وقتِ وفات کی تھوڑی کیفیت بیان فرمائی اور یہ بھی بتایا کہ وہ قران مجید جس میں حضرت مخدوم جہاںؒ تلاوت فرماتے تھے مجھے (حضرت آموں کو) عطا فرما دیا۔

دوسری مجلس حضرت شیخ آموں کے آباء واجداد کے تذکرے پر مشتمل ہے کہ کس طرح اصفہان سے چوسا آئے پھر چوسا سے بہار شریف پہنچے، حضرت کے والد مخدوم شیخ ابراہیم، حضرت مخدوم جہاںؒ سے بیعت ہوئے، موضع چارگاواں (چرواواں) میں مولانا آموں کی ملاقات حضرت مخدوم جہاںؒ سے ہوئی اور آپ نے ایک لقمہ کھلا کر مولانا کی زندگی کی کیفیت بدل دی، پھر حاکم وقت کی دی ہوئی زمین عطا فرمائی اپنے ہاتھ سے گلچکاں کا درخت لگایا اور پورا باغ تیار کرنے کی تاکید فرمائی۔

اسی مجلس سے یہ اطلاع بھی فراہم ہوتی ہے کہ سید نصیر الدین بخاری، حضرت مولانا آموں سے بیعت ہوئے۔ مولانا نے اپنے شیخ (حضرت مخدوم جہاںؒ) کی اتباع میں اپنے مرید سید نصیر الدین بخاریؒ کی ارادت کو دیکھتے ہوئے اسی زمین کے مشرقی حصے میں گلچکاں کے باغ کے پورب جانب ان کے مدفن کی جگہ مختص کر دی۔

تیسری مجلس میں شیخ پورہ کے آباد کرنے، شیخ پورہ کا ابراہیم پور چارگاواں (چرواواں) کے نام سے مشہور ہونے کا بیان ہے۔ اس مجلس میں یہ بھی تذکرہ ہے کہ اس گاؤں کا نام شیخ پورہ ابراہیم پور چارگاواں (چرواواں) حضرت مخدوم جہاںؒ نے رکھا ہے اور گلچکاں کا باغ دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا اور اس زمین کو آباد کرنے کی بہت تاکید فرمائی۔

باب دوم

اس باب میں بھی تین مجلسیں ہیں۔

پہلی مجلس مشائخ کرام کی تعلیم اور ارشاد و تلقین پر مشتمل ہے۔ طئے کا روزہ کس طرح رکھیں۔ روزانہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ، استغفار اور درود شریف ایک ایک ہزار بار پڑھیں۔ مرشد کی تلقین اور مسترشد کے اخذ تلقین کا کیا طریقہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے چار زانو بیٹھنے کا ثبوت، ذکر کا طریقہ، ذکر کی

کفیت اور ذکر کے ثمرات جیسے قیمتی اسباق ہیں۔

دوسری مجلس میں یہ بتایا گیا ہے کہ نفی و اثبات کے ذکر سے مراد کلمۂ طیبہ کا ذکر ہے، اس پر مشائخ کا معمول رہا ہے، اسی مجلس میں یہ بھی فرمایا کہ آیت کریمہ وقولوا قولاً سدیدا میں لفظ سدیدن سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک کلمۂ لَآ اِلٰہ اِلا اللہ ہے، حجاب قلبی کو دور کرنے کا یہ نسخہ بتایا کہ استغفار اور توبہ میں بکثرت مشغول رہا جائے اس لئے کہ توبہ ہی پر تمام عبادات کی بنیاد ہے۔

تیسری مجلس میں مولانا آموںؒ کے وصال کا تذکرہ ہے، حضرت پچیس دنوں سے گوشہ نشیں اور یاد حق میں مشغول رہنے کے بعد باہر آئے، طالبین، مریدین اور تمام احباب کو جمع کر کے اپنے سفرِ آخرت کی اطلاع دی، سب کو یاد حق میں مشغول رہنے کی تاکید فرمائی اور جس طرح حضرت مخدوم جہاںؒ نے اپنے وصال کے وقت فرمایا تھا کہ ''اگر میری آبرو رہ گئی تو کسی کو نہیں چھوڑوں گا'' اسی طرح پیر کے رنگ میں رنگ جانے والے مرید حضرت آموںؒ نے بھی تسلی دیتے ہوئے فرمایا ''اگر میری آبرو رہ گئی تو کسی کو نہیں چھوڑوں گا'' پھر اپنے صاجزادے یعنی جامع ملفوظ ہذا حضرت شیخ ارزانی کو تمام حاضرین کی موجودگی میں سجادۂ خلافت، دستارِ خاص اور

تبرکات عطا فرمایا۔

اسی مجلس کی آخری سطریں اس مضمون پر ختم ہوئی ہیں کہ حضرت مولانا آموں کا وصال ۴ رشعبان المعظم ۸۴۷ھ جمعہ کے دن نماز چاشت کے وقت ہوا اور ظہر کے وقت تدفین عمل میں آئی۔

جس طرح حضرت مولانا آموںؒ نے اپنے صاجزادے کو سجادۂ خلافت عطا فرمایا اسی طرح حضرت ارزانی نے بھی اپنے صاجزادے شاہ مبارک کو تمام طالبین و مریدین کی موجودگی میں سجادۂ خلافت، دستارِ خاص اور تبرکات عنایت فرمایا۔

مطلوب المبارک

رسالہ مطلوب المبارک کے جامع حضرت مولانا آموں کے پوتے حضرت شیخ مبارک ہیں۔ ابتداء ایک مختصر دیباچے سے کی گئی ہے۔ جس میں پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے توصیفی کلمات ہیں، درود و سلام کے نذرانے ہیں۔ اس کے بعد اس ملفوظ کی ترتیب و تدوین کی غرض و غایت بتاتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ اپنے جد بزرگوار حضرت مولانا شاہ آموں قدس سرہٗ سے خلوت خاص کے مخصوص اوقات میں جو کچھ سنا اس کو بعض عزیزوں، دوستوں اور دین کے طالبوں کی

فرمائش اور اصرار پر تحریر کر دیا ہے۔ انہوں نے بھی اپنے والد ماجد کی پیروی میں اس مجموعہ کو اپنے دادا جان کی خدمت میں پیش کر کے مہر سند لگوالی بلکہ جس طرح تحقیقات المعانی کا نام حضرت آموںؒ نے رکھا اسی طرح اس رسالہ کا نام بھی حضرت ہی نے مطلوب المبارک تجویز فرما کر مہر تبریک ثبت کر دی۔ مطلوب المبارک کا مقدمہ، تحقیقات المعانی کے مقدمے سے قدرے کم ہے لیکن فیضان پدری کی پوری طرح عکاسی ہے اور الولد سرٌ لابیہ کی بھرپور جلوہ فرمائی ہے۔ آئیے! دونوں کے اسلوب نگارش کی یکسانیت ملاحظہ کیجئے:۔

مطلوب المبارک	تحقیقات المعانی
بعد حمد خدائے و درود نا محدود علی خیر الوریٰ یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم می گوید بندۂ بیچارہ ضعیف (شیخ مبارک) کہ بغرض ترتیب اصلاح و خیر بہ سرّ اللہ نہانی. (و) دریافتن سخن ہائے معانی و رموز و کیفیات وخفیات ربانی و مواعظ استقامت رحمانی و دور ماندن از ھوا و حرص شیطانی کہ آنست	بعد حمد خدائے و درود نا محدود علی خیر الوریٰ می گوید بندۂ عاصی. بیچارہ ارزانی. حسب اظہار و استفسار از راہ ارشاد بر وجہ تعلیم و تلقین از لسان گوہر فشان خلیفۂ عصرنا و مقتدائے دہرنا گوہر معدن تحقیق و لولوئے لجۂ تصدیق حضرت مخدومنا و مولانا مرشد الحق والحقیقت بندگی حضرت مخدوم شاہ

آموں، والد بزرگوارم قدس سرہ آنچہ که در اوقات مخصوصات هنگام خلوت خاص مسموع و مفهوم فراخاطر ایں بیچارہ گشتہ، مطابق ایمای شریف و اشارہ لطیف تحت قید قلم در آوردہ.، بنظر مبارک حضرت مخدوم معز الیہ عظمہ اللہ گذرانیدہ۔ چنانچہ از راہ توجہات و عنایات بیغایات من اولہ الی آخرہ، مطالعہ شریف فرمودہ. بزبان مبارک نامش" تحقیقات المعانی" نہادہ اشارہ بلیغ بالتکریر والتاکید فرمودہ، بدین وجہ که اکثر فوائد خوب بترتیب مرغوب واقع است. برای طالبان دین و وارثان اھل الیقین بکار خواہد آمد انشاء اللہ تعالیٰ!

لازمہ جسمانی برحسب اظہار و استفسار بعضی طالبان دین، اھل یقین. از راہ ارشاد کیفیت معرفت الہی بروجہ تعلیم و تلقین علم الیقین والدین. از لسان گوہر فشاں خلیفہ عصرنا و مقتدائے دھرنا، گوہر معدن تحقیق. ولولوئے تصدیق، مخدومنا مقبولنا استاذنا قبلتنا مرشد الحق مولانا شاہ آموں قدس سرہ درسمع قاصر وفہم ایں ناقص (شیخ مبارک)، آنچہ که در اوقات مخصوصات بخلوت خاص. مسموع و مفہوم فراخاطر گشت.، بموجب اشارت بعضی عزیزان ندیم وطالبان دین حکیم، بہ تحت قلم در آوردہ. در ایں چند اوراق جمع نمودہ. بیچارہ مبارک بنظر مبارک حضرت مخدوم شیخ آموں عظمہ اللہ تعالیٰ گذرانیدہ. چنانچہ از راہ توجہات وعنایات بیغایات من اولہ الی آخرہ مطالعہ شریف فرمودہ و پسندیدہ وبزبان مبارک نام ایں مختصر "مطلوب المبارک" نہادہ بدست حاضرین المجلس دادہ۔ نیز

اشارت بلیغ فرمودہ۔ بالتکرار والتاکید
کہ بعضی فوائد خوب بترتیب مرغوب
واقع است۔ بکار طالبان دین و اہل
یقین خواہد آمد۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اس رسالہ میں بھی تحقیقات المعانی کی طرح دو باب ہیں۔ باب اول میں چار مجالس ہیں اور باب دوم میں تین۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ تحقیقات المعانی کی بہ نسبت اس میں ایک مجلس زیادہ ہے۔ اس رسالہ میں تصوف کے عارفانہ نکات اور وصول الی اللہ کے طریقے کی توضیح وتشریح زیادہ ہے۔

ان دونوں رسالوں میں ایک اور نمایاں فرق ہے اور وہ یہ کہ تحقیقات المعانی میں ایک شعر بھی نہیں ہے جب کہ مطلوب المبارک میں مضمون کی مناسبت سے تقریباً تیرہ موزوں اشعار آئے ہیں۔

باب اول

پہلی مجلس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تک پہنچنے کے تین طریقے ہیں۔
پہلی قسم تزکیہ نفس ہے دوسری تصفیہ قلب اور تیسری تجلی روح۔
تینوں کی وضاحت بھی آسان عبارت میں کی گئی ہے۔ پھر فائدہ کے زیر عنوان دنیا سے بے رغبتی کا درس دیتے ہوئے لکھا ہے کہ دنیا سے تعلق اتنا ہی ہو جتنی کی ضرورت ہے یعنی اتنا ہی کھانے جس سے جسم کی توانائی قایم رہے۔ لباس اتنا ہی ہو جس سے سردی اور گرمی کٹ جائے۔ دنیا والوں کی صحبت سے اس طرح

بھاگے جیسے سانپ اور شیر سے بھاگتے ہیں۔

اس مجلس میں وہ قیمتی باتیں درج ہیں جن سے تحقیقات المعانی خالی ہے۔ ہوسکتا ہے حضرت آموں کی اس مجلس میں حضرت شیخ ارزانی موجود نہ رہے ہوں۔

دوسری مجلس ذکر، اطوارِ ذکر اور ثمرات ذکر کے موضوع پر محیط ہے اور بہت ہی سہل انداز میں فنا و بقا کو سمجھایا ہے، فرماتے ہیں کہ لا الٰہ فنا کی کشتی ہے اور اِلّا اللہ ساحل بقا ہے، طالب فنا کی کشتی میں بیٹھ جائے ساحل بقا تک پہنچ جائے گا۔

آگے چل کر مومن کے اقسام مشاغل پر روشنی ڈالی ہے پھر اس حدیث قدسی من احبنی فقلته و من قتلته فانا دیته (جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اسے قتل کرتا ہوں، اور جسے میں قتل کرتا ہوں اس کا خون بہا میں ہوجاتا ہوں) کے ظاہری و باطنی معنی کا بیان ہے۔

اس مجلس کے مضامین بھی تحقیقات المعانی میں نہیں ہیں۔

تیسری مجلس میں نفس کافر کو دوست رکھنے سے منع کیا گیا ہے، ہر حال میں اللہ کے ساتھ رہنے کی تاکید کی گئی ہے، یہ مجلس عربی جملوں اور فارسی اشعار سے مزین ہے۔

چوتھی مجلس کا موضوع ارشاد و تلقین اور ذکر و اطوارِ ذکر ہے، شیخ کس طرح تلقین کریں اور مرید کی جانب سے اخذ تلقین کس طریقہ پر ہو، جوالگی کا کیا طریقہ ہو یہ ساری باتیں تفصیل سے بیان کی ہیں اور سند میں یہ فرمایا گیا ہے کہ حضرت مخدوم جہاںؒ نے اسی طرح تلقین وارشاد فرمایا جو مجھے آج بھی اچھی طرح یاد ہے۔

اس کے بعد جامع ملفوظ ہذا حضرت شیخ مبارک نے اپنے والد ماجد سے بیعت ہونے، نعمت ارشاد پانے، ذکر چہار ضربی کی تعلیم و تلقین اور اس کو اپنا معمول بنانے کی تفصیل بیان کی ہے۔ ذکر چہار ضربی کی اتنی سہل اور آسان تشریح فرمائی کہ دل میں بات اتر جاتی ہے۔ آخر میں ذکر دو ضربی کا طریقہ بھی بتایا ہے اور ذکر کی اہمیت بتاتے ہوئے اس حدیث نبوی کو بیان فرمایا ہے کہ "ہر چیز کے زنگ چھڑانے کا ذریعہ ہے اور قلب کا زنگ صاف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے"۔

باب دوم

پہلی مجلس حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری، حضرت مولانا مظفر شمس بلخی اور حضرت مولانا احمد آموں قدس اللہ سرھم کے خاندانی نسب نامے پر مشتمل ہے۔

۱۲ر رمضان المبارک کو فجر کی نماز کے بعد جب حضرت شیخ مبارک (جامع ملفوظ ہذا) اپنے دادا جان حضرت مولانا آموں کی مجلس میں حاضر ہوئے تو حضرت نے مخدوم جہاںؒ اور مولانا مظفر بلخیؒ کے نسب نامے بیان کئے اور حضرت شیخ مبارکؒ کی گذارش پر اپنا نسب نامہ اور اس کی تفصیل بھی بیان فرمائی۔

اس مجلس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مخدوم جہاںؒ کے والد حضرت شیخ یحیٰ منیری کے ایک بھائی اور تھے جن کا نام شیخ مظفر تھا۔ حضرت مولانا آموں کے دوسرے ملفوظ تحقیقات المعانی (مرتبہ حضرت شیخ ارزانی) کے باب اول کی پہلی مجلس

میں حضرت مخدوم شیخ یحیٰ منیری کے دوسرے بھائی شیخ مظفر کا ذکر نہیں ہے، آثار منیر (تالیف حضرت شاہ مراد اللہ منیری) مطبوعہ ۱۳۶۶ھ کے صفحہ ۱۰ پر حضرت امام محمد تاج فقیہہ کی اولاد کا جو شجرہ دیا گیا ہے اس میں بھی حضرت مخدوم اسرائیل منیری کے دو صاحبزادے حضرت مخدوم مظفر اور حضرت مخدوم شاہ یحیٰ منیری کے نام آئے ہیں اور مؤلف آثار منیر، اسی کتاب کے صفحہ ۱۲ پر رقمطراز ہیں کہ:

> حضرت مخدوم شاہ اسرائیل منیریؒ کے دو صاحبزادے
> حضرت مخدوم شاہ مظفر منیری اور حضرت سلطان المخدوم سید
> شاہ یحیٰ منیری ہوئے، حضرت مخدوم شاہ مظفر کا انتقال والد
> ماجد کے سامنے ہو چکا تھا اس لئے حضرت مخدوم شاہ یحیٰ
> منیری والد ماجد کے وصال کے بعد مسند فقیہہ پر بیٹھے۔

نسب نامے کی تفصیل اور لفظ قریش کی تشریح کے بعد تلاوت قران میں مشغول ہو گئے۔ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ کی آیت پر پہنچے تو حضرت مخدوم جہاںؒ کے وصال کی گھڑی یاد آ گئی، اشکبار ہو گئے اور مختصر کیفیت بیان فرمائی۔

دوسری مجلس میں اپنے بزرگوں کے مسکن اور نقل مکانی کو بیان فرمایا ہے اور مخدوم جہاں کی طرف سے زمین عنایت ہونے اور اس پر گلچکاں کا درخت لگانے کا تذکرہ ہے اور سید نصیر الدین بخاری کے بیعت ہونے اور ان کے مدفن کے لئے زمین مختص کرنے کا ذکر ہے۔

مطلوب المبارک کی تیسری اور آخری مجلس حضرت شیخ آموں کے وصال کی اطلاع، تاریخ وصال اور حضرت شیخ ارزانی کی دلی توجہ کے ساتھ تبرکات خاص عطافرمانے کے مضامین کو محتوی ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ اب تک کی تحقیق کے مطابق حضرت مولانا آموں، حضرت مخدوم جہاں کے ان خلفاء کی فہرست میں چوتھے نمبر پر آتے ہیں جن کے دینی وعلمی سرمایے محفوظ ہیں اور یہ ایسی نعمت ہے جس کا شکرادا کرنا امت مسلمہ پر عموماًاور فردوسیوں پر خصوصاًواجب ہے۔

حضرت مخدوم شیخ آموںؒ کا روضہ آج بھی موضع چرواواں میں مرجع خلائق اور مقبول عالم ہے۔ بہت ہی پر بہار اور فرحت بخش فضا ہے، سامنے ایک بڑا سا تالاب ہے اور آستانہ کے اردگرد بڑے بڑے درخت سایہ فگن ہیں چہار دیواری کے اندر ہری بھری گھانس نگاہ کو تازگی بخشتی ہے، چند مزارات ہیں، دوسرے حلقہ میں دروازے پر عربی میں کتبہ ہے اور اندر بہت خوبصورت عمارت میں حضرت کا مزار مبارک ہے۔ بائیں طرف ایک زنانہ مزار ہے جس کے بارے میں لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت کی والدہ بی بی گوہر کی قبر ہے۔ اس عمارت کے باہر بہت سارے مزارات ہیں لیکن کسی کی نشاندہی نہیں ہے کہ کن لوگوں کی قبریں ہیں افسوس اس بات کا ہے کہ حضرت شیخ ارزانیؒ اور حضرت شیخ مبارکؒ کے مزارات کی نشاندہی بھی نہیں ہوئی۔

آستانہ تک جانے کے لئے جو راستہ ہے اس کا روٹ چارٹ اور آستانہ کے چند تصاویر اور کتبہ کی عکسی کاپی اس کتاب میں شامل ہیں تاکہ زائرین کو وہاں تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

اللہ تعالیٰ حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری فردوسی قدس سرہٗ کے صدقے میں مولانا آموںؒ، شیخ ارزانیؒ اور شیخ مبارکؒ کے درجات کو بلند سے بلندتر فرمائے مقام صدق میں جگہ دے اور ان سب کے وسیلے سے ہمارے والد ماجد مدظلہٗ کو صحت و تندرستی عطا کرے اور ان کی حیات میں اضافہ فرمائے تاکہ سلسلۂ فردوسیہ کے بزرگوں اور دیگر اولیائے کرام کی فارسی کتابوں کے ترجمہ کے ذریعہ حضرت مخدوم جہاںؒ کا مشن عام ہوتا رہے۔ آمین بحرمة النبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واولیائہ اجمعین۔

احمد غزالی فردوسی

رسالہ

تحقیقات المعانی

ملفوظ

حضرت مخدوم مولانا شیخ احمد آمولؒ

جامع

حضرت مولانا شیخ ارزانیؒ

عکسی کاپی تحقیقات المعانی صفحہ اول

تحقیقات المعانی

اللهم صل علی محمد و آل محمد بارک وسلم [illegible]

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد و ثنای بیعد و بی قیاس علی خالق الارض و السموت و کل مخلوقات

که وجود نوبهار انسان را بقول تفضیل الانسان افضل المخلوقات و [illegible]

خلق الانسان فی احسن تقویم بیاراست و گلشن غنچه دل را است برای نسیم [illegible]

[illegible] متبسم گردانید و بلبل زبان گوهرفشان بنغمه داودی دل [illegible]

[illegible] بترنم رسانید جواهر زواهر صلوات و الوف صنوف

زاکیات وافره بر روضه پاک حضرت سرور کاینات مفخر موجودات [illegible]

حقیقه صدر مسند [illegible] لولاک [illegible]

و طوطی باغ سبع مثانی [illegible] ایمان و شاهین آشیان [illegible]

محمد [illegible]

[illegible]

تمہید جامع

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّ بَارِكْ وَسَلِّم
تَسْلِیْماً کَثِیْراً بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْن

بے انتہا تعریف، بے حساب ثنا اور بے شمار شکر زمین و آسمان بلکہ ساری مخلوقات و بشر کے خالق کے لئے ہے جس نے نو بہار انسان کے وجود کو تَفْضِیْلِ الْاِنْسَان اَفْضَلِ الْمَخْلُوقَات اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْم کی زینت سے سجایا ہے، دوستوں کے غنچۂ دل کے چمن کو یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗ کی نسیم خوشگوار سے تبسم آمیز کیا ہے اور موتی لٹانے والی زبان رکھنے والے بلبل کو یَذْکُرُوْنَ اللّٰه قِیَاماً وَ قُعُوْداً کے دل آویز نغمہ داؤدی سے ترنم ریز بنایا ہے۔

صلوٰۃ وسلام کے چمکتے ہوئے جواہرات اور پاکیزہ صلوٰۃ وسلام کے پھولوں کی لاکھوں ڈالیاں حضرت سرور کائنات، فخر موجودات، سر دفتر اوراق حقیقت، صدر مسند شریعت، بدر فلک طریقت، چودھویں رات کے چاند، باطن کے شہنشاہ، باغ امانی کے پھل، باغ سبع مثانی کے باغ کے

طوطی، بوستانِ ایمان کے گل طاؤسی، آشیانہ عرفان کے شاہین، عود مجمر رسالت، شمع شب کرامت، صبح روز قیامت یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے روضہ پاک پر نثار ہو۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بے انتہا درود کے بعد بندۂ عاصی بے چارہ ارزانی عرض رساں ہے کہ خلیفہ عصر نا مقتدائے دہر نا گوہر معدن تحقیق، لولوئے لجۂ تصدیق حضرت مخدومنا مولانا مرشد الحق والحقیقت بندگی حضرت مخدوم شاہ آموں یعنی اپنے والد ماجد قدس سرہ کی زبان گوہر فشاں سے تعلیم وتلقین کے پیش نظر سوالات وارشادات سے متعلق خاص وقتوں میں اور خلوت وجلوت میں جو کچھ سنا اور سمجھا اس بے چارے نے حضرت کی مرضی اور اشارہ کو مدنظر رکھتے ہوئے قلم بند کر دیا ہے اور یہ جو کچھ لکھا پہلے حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ کی خدمت بابرکت میں پیش کیا۔ حضرت نے پوری توجہ اور نہایت شفقت ونوازش کے ساتھ شروع سے آخر تک مطالعہ فرمایا اور خود ہی حضرت نے اس کا نام "تحقیقات المعانی" رکھا۔ چوں کہ اس میں اکثر فوائد بہت اچھی ترتیب کے ساتھ تحریر میں لائے گئے ہیں اس لئے بار بار بہت تاکید کے ساتھ فرمایا کہ دین کے طالبوں اور اہل الیقین کے وارثوں کے لئے بہت کام آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

الغرض اس مختصر رسالہ میں دو باب اور چھ مجالس ہیں۔

باب اول

بابِ اول قدوۃ العارفین، مخدوم العالم، حضرت پیرانِ پیر مخدوم شاہ شرف الدین احمد یحیٰ منیری مخدوم جہاں دام شرفہ، حضرت مخدوم العالم مخدوم جہاں دام شرفہ کے خلیفۂ اعظم حضرت شاہ مظفر (شمس) بلخی اور اس بے چارے مؤلف کے آباء واجداد اور ان کی اولاد کے تذکرے میں اور موضع چارگاواں (چرواواں) کی جو ابراہیم پور کے نام سے موسوم ہے وجہ تسمیہ کے بیان میں تین مجالس پر مشتمل ہے۔

مجلس - ۱

۵ ؁ رماہ رجب المرجب کو فجر کی نماز کے بعد حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ تمام حاضرین مجلس اور طالبین کی موجودگی میں سجادۂ

مبارک پر جلوہ افروز تھے، یہ بیچارہ آستانہ بوسی کی دولت سے سرفراز ہوا۔

قدوۃ العارفین، مخدوم العالم حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کے آباء و اجداد کی اولاد کا جب تذکرہ ہونے لگا تو حاضرین کی ارادت کو مدنظر رکھتے ہوئے بہترین حکایات اور دلچسپ واقعات کو اپنی زبان گوہر فشاں سے یوں بیان فرمایا کہ جب گذشتہ زمانے میں حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ راجگیر کے پہاڑ پر قیام فرماتے اور اس وقت میں آپ کی سعادت بخش خدمت وصحبت میں حاضر رہتا جو کچھ حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کی زبان مبارک سے سنا وہ سب تفصیل کے ساتھ آج بھی اچھی طرح یاد ہیں، سنئے!

حضرت امام محمد تاج فقیہہ کے تین صاجنرادے تھے.

۱. شاہ اسرائیل ۲. شاہ اسمٰعیل ۳. شاہ عبدالعزیز

شاہ اسرائیل مذکور کے ایک ہی صاجنرادے تھے مخدوم شیخ یحیٰ منیری اور شیخ یحیٰ منیری کے چار صاجنرادے تھے؛

۱. شیخ جلیل الدین احمد ۲. مخدوم شیخ شرف الدین احمد

۳. شیخ خلیل الدین احمد ۴. شیخ حلیب الدین احمد

سلطان العارفین حضرت پیر دستگیر مخدوم جہاں دام شرفہ کا مفصل نسب نامہ اس طرح ہے:-

شیخ شرف الدین بن شیخ یحیٰ منیری بن شیخ اسرائیل بن شیخ امام محمد تاج فقیہہ بن امام ابو بکر بن امام ابوالفتح بن امام ابوالقاسم بن امام ابوالصائم بن امام ابوالدہر بن امام ابواللیث بن امام ابوبہم بن امام ابودین بن امام ابومسعود بن امام ابوذر بن زبیر بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

اسی مجلس میں حضرت مخدوم شاہ مظفر (شمس) بلخی جو حضرت پیر دستگیر مخدوم جہاں دام شرفہ کے خلفائے عظام میں ہیں کے نسب نامے کا ذکر آ گیا۔ حضرت (شیخ آموں) نے آپ کا نسب نامہ پوری تفصیل کے ساتھ اس طرح بیان کیا:-

شاہ مظفر بن سلطان شمس الدین بن سلطان سید علی بن سید حمید الدین بن سراج الدین بن محمود بن سلطان ابراہیم ادہم بن سید سلیمان بن سید ناصر بن سید محمد بن یعقوب بن احمد بن اسحاق بن زید بن محمد بن قاسم بن علی اصغر بن امام زین العابدین بن امام حسین شہید دشت کربلا بن شاہ مرداں علی کرم اللہ وجہہ۔

چونکہ ہر شخص پر یہ واجب اور لازم ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کی آل واولاد اور ان کے احوال کی تفصیل سے واقفیت رکھے اور ان سے باخبر رہے اگرچہ اس بے چارے درویش (مولانا شیخ ارزانی) کو اپنے بزرگوں کے احوال کی سنی سنائی واقفیت تھی لیکن ظاہراً اُن کی تفصیل معلوم نہیں تھی۔ اسی خیال کے پیش نظر حضرت سے عرض کیا اور آپ نے اپنی خاص مہربانیوں سے شروع سے آخر تک تفصیل اور صراحت کے ساتھ تشریح فرمائی اور حکم دیا کہ اس رسالے میں اس کو بھی شامل کر دیا جائے تاکہ آگے چل کر بال بچوں کو یہ سب معلوم رہے۔ چنانچہ میں نے ویسا ہی کیا اور اس مختصر سے رسالے میں جو کچھ شامل کیا وہ اس طرح ہے:

مولانا آموں بن مولانا شاہ ابراہیم بن شیخ عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز بن اسرائیل بن عبداللہ چوسوی بن عبدالواحد حقانی بن ابوالقاسم بن ابومسعود اصفہانی بن ابونجیب بن امام ابوسعید بن امام ابوالویس بن امام ابواللیث بن امام ابواسحاق بن امام ابوزید بن امام عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ابوالہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

جب حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ کی گفتگو اس مقام پر پہنچی تو اپنی زبان مبارک سے اسی مناسبت کے دوسرے فوائد یوں بیان کئے۔ لفظ قریشی کے خطاب کی ابتداء نصر بن کنانہ کی اولاد سے ہوتی ہے۔ مروجہ اور تفصیلی کتابوں سے یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ جس شخص کا بھی تعلق نصر بن کنانہ کی اولاد سے نہیں ہے وہ اصل میں قریشی نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت مخدومنا (شیخ آموں) عظمہ اللہ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر مراقبے میں چلے گئے اس کے بعد قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہو گئے جب لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا [الزمر ۵۳] (مت ناامید ہو اللہ کی رحمت سے. بے شک اللہ تمام گناہوں کو معاف کرتا ہے) کی آیت کریمہ پر پہنچے تو آپ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں درد بھری آہ اور جاں سوز نالہ کے ساتھ فرمایا کہ حضرت پیر دستگیر مخدومنا مخدوم جہاں دام شرفہ کے مرض موت کے وقت جو لوگ حاضر خدمت ہوئے ان میں قاضی شمس الدین دام تقواہ. مولانا شہاب الدین خواہرزادہ خواجہ مینا میرے والد بزرگوار مولانا شیخ ابراہیم اور یہ بے چارہ (شیخ آموں) وغیرہ تھے۔ ان لوگوں میں سے ہر شخص دن رات حاضر باش رہنے والا ہے بے قرار ہو رہا تھا رات بھر جاگ کر دل و

جان سے حاضر خدمت رہنے کو اپنے لئے سعادتِ دارین سمجھ رہا تھا۔
جمعرات کو شب ۶/ماہ شوال ۱۲۸۷ھ صدق کے بحر بے کراں اور بحر عمیق
کے درِ شہوار رواق سے صحن رواق میں تشریف لا کر تکیہ کے سہارے جلوہ
افروز ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اپنے دست مبارک کو اوپر کیا اور
مصافحہ کے طریقے پر قاضی شمس الدین کے ہاتھ کو پکڑ لیا پھر قاضی زاہد اللہ
کے ہاتھ کو پکڑا اور سینۂ مبارک پر رکھا پھر زبان مبارک سے فرمایا" ما
ہمانیم، ما ہمانیم" (ہم وہی ہیں۔ ہم وہی ہیں) پھر یہی آیت لَا تَقْنَطُوْا
مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ ط اِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً پڑھنے لگے اور
ہر ایک کو اس کے مدفن کے لئے رخصت کرنے لگے۔ اس کے بعد
میرے والد بزرگوار حضرت مولانا شیخ ابراہیم کے ہاتھ کو پکڑا اپنے سینے پر
رکھا اور یہی آیت تلاوت کی اور زبان مبارک سے وطن مالوف کے لئے
رخصت فرمایا۔ پھر خاص نوازش و کرم کے ساتھ مجھے (شیخ آموں) آواز
دی۔ لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوا۔ میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اپنے سینے اور چہرۂ
مبارک پر رکھ لیا۔ یہی آیت تلاوت فرمائی اور خاص لطف و کرم کے ساتھ
وہ قرآن مجید جس کو تلاوت فرمارہے تھے مجھے عطا کر دیا اور رخصت
فرمایا۔

مجلس - ۲

ماہ رجب المرجب کی ۶ر تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد حاضرین مجلس کی طرف مخاطب ہوئے۔ لوگوں نے حضرت کے بزرگوں کے نقل مکانی کی کیفیت دریافت کی اور اس کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے سوال کرنے والوں کے سوال کے مطابق جواباً فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کی جائے پیدائش اور مقام نشو ونما مشہور شہر دار الاصفہان ہے لیکن وقت کی مناسبت اور مصلحت سے ہمارے جد امجد حضرت شیخ عبداللہ چوسوی چوسا تشریف لے آئے اور چوسا کو اپنا مسکن اور قیام گاہ بنالیا، جب ہمارے والد بزرگوار حضرت مولانا مخدوم شیخ ابراہیمؒ، سلطان العارفین پیر دستگیر حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کے مریدوں کی فہرست میں شامل ہو گئے۔ مریدی کے تمام شرائط کے ساتھ شرف بیعت سے مشرف ہوئے اور تبرکاً طاقیہ سے سرفراز ہوئے تو چوسا سے مشہور گاؤں چارگاواں (چرواواں) منتقل ہو گئے۔ اپنی قیام گاہ اور اپنے متعلقین کی بود وباش کے لئے اسی گاؤں کو منتخب کرلیا اور اس کا نام ابراہیم پور چارگاواں (چرواوالمعا) ہو گیا چنانچہ میری جائے

پیدائش بھی یہیں ہے۔ میرے نشو ونما کی کیفیت کچھ اس طرح ہے کہ قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ اکثر اوقات محرم اسرار غیب حضرت شاہ شعیب اور حضرت شاہ ابو اسحاق مغربی قدس اللہ سرھما کی زیارت کے لئے اس طرف سے گذرتے. ایک روز جب کہ میری خوش قسمتی کو رہبری ملنے والی تھی حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کی نظر مبارک سر راہ مجھ (شیخ آموں) پر پڑ گئی اپنے قریب بلایا. لبیک کہتے ہوئے دوڑ کر حاضر آیا، ادب کے ساتھ آپ کے سامنے بیٹھ گیا، پوری باطنی توجہ کے ساتھ مجھ سے کھانے کے لئے کچھ طلب فرمایا، میں دوڑتا ہوا گیا اور جو کچھ موجود تھا اسے خود سے لا کر پیش کیا۔ حضرت نے تناول فرمایا اور اس میں سے ایک لقمہ چبا کر اپنے دست مبارک سے میرے منہ میں ڈال دیا پھر کیا تھا اُس کو کھاتے ہی میرے دل میں ایک نور روشن ہو گیا اور ایسی کیفیت پیدا ہوئی کہ دل تمام مال و متاع اور املاک و جائداد سے پورے طور پر پھر گیا دنیا کی محبت کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی۔ اُس روز سے آج تک حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کی خدمت و صحبت میں ہمیشہ حاضر رہنے لگا، سفر اور حضر میں ہر وقت آپ کے ساتھ رہتا، جب علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوا تو حسب ارشاد بیعت کے شرف سے مشرف ہو گیا۔ گذشتہ

زمانے میں ایک دن حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ مقررہ عادت کے مطابق عنایت اور سرفرازی کے طور پر اس بے چارے (شیخ آموں) کی ملاقات کے لئے تشریف لے آئے اُس وقت کامگار نام کا ایک حاکم تھا جو مجدالملک مُقطع کے لقب سے مشہور تھا اس نے پرگنہ حویلی بہار کی کچھ زمین جو مریدوں کی نذر کے لئے حکام کی طرف سے واگذاشت کی ہوئی تھی فقراء وارد وصادر اور میرے متعلقین کے خرچ کے لئے نذر کیا پہلے تو میں نے لینے سے انکار کر دیا پھر اس کی خوشنودی اور حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کے حکم سے قبول کر لیا۔ حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ نے اپنے دست مبارک سے اس زمین میں گلچکاں کا ایک درخت لگا دیا پھر پورا باغ تیار کرنے کی مجھے تاکید فرمائی اور انتہائی نوازش و کرم کے ساتھ فرمایا کہ هٰذِهِ الْاَرْض مَکَانٌ وَ مَقَامٌ وَمَسْکَن اَوْلَادِكَ (یہ زمین تمہاری اولاد کی ملک ہے جو ان کی سکونت قیام گاہ اور بود و باش کے لئے ہے)۔ چنانچہ میں نے قبول کر لیا اور حکم کے مطابق عمل کیا۔

سید نصیر الدین بخاری جو اس فقیر (شیخ آموں) کے معتقدوں میں سے تھے ہوش سنبھالتے ہی اس فقیرِ کی اتباع اور پیروی میں لگ گئے اور پورے شرائط کے ساتھ مجھ سے بیعت ہوئے اس کے بعد سید مذکور کی امدادت کو دیکھتے

ہوئے ان کے مدفن کی جگہ اسی زمین کے پوربی جانب گلچکاں کے باغ کے پورب طرف متعین کر دیا. جہاں آج بھی سید مذکور کی قبر موجود ہے (لیکن افسوس کہ حضرت کی قبر اب ناپید ہے اور آج کے لوگ یہ جانتے بھی نہیں کہ نصیرالدین بخاری کون تھے کہاں سے آئے تھے اور کہاں دفن ہیں.........مترجم)۔

اس کے بعد مولانا مخدومنا مقبولنا (شیخ آموں) چاشت کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور پورے آداب کے ساتھ اپنے اوراد و وظائف میں مشغول ہو گئے۔ واللہُ اعلم بالصواب۔

مجلس - ۳

۷ رجب المرجب ۷۸۴ قمری۔

تیسری مجلس موضع شیخ پورہ کے آباد کرنے اور شیخ پورہ کا ابراہیم پور چرواہاں کے نام سے مشہور ہونے کے بیان میں ہے۔

جب حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ فجر کی نماز اور اپنے اوراد و وظائف کے معمولات سے فارغ ہو کر سجادۂ مبارک پر جلوہ افروز ہوئے تو تمام طالبین نے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور مؤدب ہو کر بیٹھ

گئے۔ حاکم وقت جن کا نام کامگار تھا اور جو مجد الملک مقطع پرگنہ حویلی بہار کے لقب سے مشہور تھے نے حضرت مخدوم عظمہ اللہ کے متعلقین، فقراء اور وارد و صادر کے خرچ کے لئے جو زمین پیش کی تھی اس کے آباد کرنے کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت مخدوم (شیخ آموں) نے اپنی زبان مبارک سے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی کہ ایک روز حضرت پیر دستگیر مخدوم جہاں دام شرفہ اپنی عادت شریفہ کے مطابق نوازش و کرم کی راہ سے اس خاکسار سے ملنے تشریف لائے اور اپنے قدم مبارک سے اس سرزمین کو بابرکت بنایا۔ جس زمین کا ذکر ہوا اور جو نذر کے طور پر ملی تھی اس میں حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کے حکم مبارک سے میں نے گلچکاں کا باغ لگا دیا تھا اسے دیکھ کر مخدوم جہاں بہت خوش ہوئے اور اس زمین مذکور کو آباد کرنے کی بہت تاکید فرمائی اور اپنی زبان مبارک سے اس کا نام اور لقب شیخ پورہ ابراہیم پور چرواپاں رکھا اور جب حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کے حکم وارشاد کو اپنے لئے دونوں جہان کی سعادت سمجھ کر آباد کیا تو اس وقت سے اس کا نام شیخ پورہ ابراہیم پور چرواپاں مشہور ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت مخدوم (شیخ آموں) نے حاضرین مجلس کو رخصت فرمایا اور خود حجرے میں جا کر اپنے معمولات میں مشغول ہو گئے۔

باب دوم

یہ باب مشائخ کے ذکر، ارشاد و تلقین، شب بیدار عبادت گذاروں کو جو نعمتیں اُن کے پیروں، مرشدوں اور رہبروں کے ذریعہ ملی ہیں کے بیان میں اور شیخنا و مولانا حضرت مخدوم جہاں کے خلیفہ مرشد الحق والحقیقت (جامع ملفوظ ہذا کے والد بزرگوار) حضرت مخدوم شاہ آموں قدس روحہ کی وفات کے تذکرے میں تین مجالس پر مشتمل ہے۔

مجلس - ۱

۸ رجب المرجب ظہر کی نماز کے بعد حضرت (شیخ آموں) سجادۂ مبارک پر رونق افروز ہوئے۔ حاضرین مجلس کے سوالات کے مطابق عاملوں کے عمل اور مشائخ کے ذکر کے موضوع پر اپنی زبان مبارک سے یوں ارشاد فرمایا۔

معلوم ہونا چاہئے کہ مرشد اور ہادی پختہ عقیدے رکھنے والوں کو حکم دیتے ہیں کہ تین روز تک لگاتار روزہ رکھیں اگر ہو سکے تو طئے کا روزہ رکھیں اگر طئے کا روزہ نہ رکھ سکیں تو بہت مختصر اور قلیل کھانے سے افطار کریں۔ روزانہ کلمہ لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ، استغفار اور درود تینوں کا ہزار ہزار بار ورد کریں۔ تین دن کے بعد آخر شب میں غسل کریں مرشد کے سامنے حاضر ہوں تاکہ مرشد اُن کو خلوت میں اپنے سامنے آداب کے ساتھ بٹھائیں اور ہر وہ ذکر جو مسترشد کے حسب حال اور اس کے لائق ہو اس کی تعلیم دیں اور اُس کی تلقین فرمائیں۔ خلوت میں اس طرح رہیں کہ مرشد اور مسترشد کی خبر تیسرے شخص کو نہ ہو اس لئے کہ مرشد جو تلقین کریں گے وہ اسرار الٰہی ہے، ہر طالب الگ الگ اسرار کے لئے مخصوص ہے اور مرشد اس بات کی وصیت فرمائیں کہ مرید صادق مرشد کی تلقین اور حکم کے مطابق ذکر پر عمل کریں گے اور اس کو اپنا معمول بنائیں گے۔ اس ذکر کا نہ اظہار کریں گے اور نہ اس کو کسی سے بیان کریں گے تاکہ اسرار و انوار کا ثمرہ حاصل ہو۔ تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ مرشد ایک بار ذکر کرے اور مسترشد اس کو سنے پھر مسترشد کرے اور مرشد اس کو سنے۔ اس طرح تین بار تکرار کرے، پھر حوالے کردے۔ حوالہ یہ ہے کہ مرشد یوں کہے کہ جس طرح ہم کو پیروں سے ملا ہے

ہم نے تم کو دیا اور مسترشد کہے کہ ہم نے قبول کیا۔ اس کے بعد مرشد حکم دے کہ ایسے تنگ و تاریک حجرے میں چلا جائے جہاں کسی کی آواز بھی نہ پہنچے اور وہ جگہ ہر طرح کے اسباب اور ساز و سامان سے خالی ہو ایسا حجرہ جو اس صفت سے موصوف ہو مسترشد اس میں داخل ہو جائے۔ حجرہ اتنا تنگ ہونا چاہئے کہ اس میں قیام و قعود اور لیٹنا پڑنا بھی مشکل ہو۔ مسترشد اس میں چار زانو ہو کر بیٹھے حالانکہ چارزانو بیٹھنا بدعت ہے اور کوئی شیخ بھی چارزانو ہو کر نہیں بیٹھے ہیں اس لئے کہ چارزانو بیٹھنا متکبروں کا طریقہ ہے لیکن چارزانو بیٹھنے کی اجازت کا ثبوت اس بات سے ملتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں چارزانو ہو کر بیٹھے ہیں اور پیروں نے چارزانو بیٹھنے کا حکم دیا ہے اُس وقت بیٹھ کو سیدھی رکھیں جھکنے نہ پائے، آنکھ بند رہے دونوں ہاتھ کو دونوں زانو پر رکھے۔ داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس سے متصل دوسری انگلی سے رگِ کیماس کو بائیں جانب مضبوطی کے ساتھ پکڑے۔ کیماس وہ رگ ہے جس کا رابطہ قلب کے باطن سے ہے جب اس کو قوت ملتی ہے تو باطن میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور باطن کی حرارت قلب کی پاکی کا سبب ہے۔ اس کے بعد ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے سرے اور زبان سے ذکر میں مشغول ہو جائے ذکر جہری ہو یا سری (بہ آواز بلند ہو یا خاموشی کے ساتھ) جس طرح

اپنے ذوق وشوق کو مائل دیکھے اسی کو اختیار کرے یہاں تک کہ انشراح حاصل ہوجائے اس وقت ذکر عبادت بن جائے عادت نہ ہو۔ بیست اور یک زبان سے مراد زبان اور انگلیوں کا سرا ہے جن کو امہات اعضا کہتے ہیں اس بات میں اس طرف اشارہ ہے کہ ذکر اتنی قوت کے ساتھ کرے کہ دل میں خضوع وخشوع کی کیفیت پیدا ہو ذکر کا اثر تمام اعضاء، رگوں، چمڑے، گوشت، خون، ہڈی اور مغز میں ظاہر ہو۔ ذکر کو لگا تار کیا جائے تا کہ مکاشفات وواردات کے انوار ظاہر ہوں اور ان کا ثمرہ نظر آئے۔ جیسا کہ قرآن ناطق ہے اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرۡعُهَا فِى السَّمَآءِ [ابراہیم ر ۲۴] (جس کی جڑیں بڑی مضبوط ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں)۔

اس کے بعد حضرت مخدومنا (مولانا شیخ آموں) حجرۂ مبارک میں مشغول ہوگئے۔ وَاللہ اعلم بالصواب۔

مجلس - ۲

بتاریخ ۹ ر رجب المرجب کو فجر کی نماز اور اپنے ہمیشہ کے معمولات اور وظائف سے فراغت کے بعد حضرت مخدومنا مقبولنا سجادۂ مبارک پر جلوہ

افروز ہوئے۔ تمام طالبین نے حضور کی پرنور مجلس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ نفی واثبات کے بیان کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت مخدومنا (مولانا شیخ آموں) نے اپنی زبان مبارک سے نفی واثبات کی حقیقت کو اس طرح کھول کر بیان فرمایا کہ نفی واثبات کے ذکر سے مراد کلمہ طیبہ ہے، اس کو اکثر مشائخ نے اپنا معمول بنایا ہے اور اختیار فرمایا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ [الاحزاب ر ۷۰-۷۱] (اور ہمیشہ سچی بات کہا کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو بھی بخش دے گا)۔ اس آیت کریمہ میں لفظ "سَدِيْدًا" جو آیا ہے جمہور مفسرین کے نزدیک اس سے مراد کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے کہ افضل الذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وہ ذکر ہے جس کو عظیم سلطانی حاصل ہے اگرچہ اس کی صرف یہی ایک نشانی کافی ہے کہ من قال لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه دَخَلَ الْجَنَّةَ اگلے صدیقوں کا یہ حال تھا کہ جب وہ اپنے دل میں کسی طرح کا غبار پاتے تو تین بار ذوق وشوق کے ساتھ کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھتے۔ اُن کے دل کا غبار دور ہو جاتا سامنے سے پردہ اٹھ جاتا۔ مشاہدے میں مشغول ہو جاتے

حجاب قلبی کو دور کرنے کے لئے استغفار اور توبہ کی کثرت اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ مومن استغفار اور توبہ میں مشغول رہے۔

لِاَنَّ التَّوبۃَ اَصلٌ لِکُلِّ عِبادَۃٍ توبہ تمام عبادات کی بنیاد ہے اور تین بار کلمہ کو پڑھنے سے دل کا حجاب اٹھ جاتا ہے۔ اس کلمے میں ایسی قوت ہے۔ اسی وجہ سے ایک بار کلمہ طیبہ پڑھ لینے سے ایمان حاصل ہو جاتا ہے۔

مجلس - ۳

۴ر شعبان المعظم ۷۸۴ھ قمری کی تاریخ تھی۔ حضرت مخدومنا و مولانا (شیخ آموں) ۲۵ دن تک حجرۂ مبارک میں گوشہ نشین رہ کر یاد حق میں مشغول تھے۔ ۲۵ دن کی گوشہ نشینی کے بعد سجادۂ مبارک پر جلوہ افروز ہوئے۔ تمام طالبین اور مریدین کو بہت تاکید اور پوری خواہش کے ساتھ یاد فرمایا۔ چنانچہ تمام طالبین، مریدین اور سارے احباب اپنی سعادت سمجھ کر قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوئے اور مؤدبانہ حلقہ باندھ کر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ نے حاضرین مجلس کی طرف رخ کیا اور اپنی زبان گوہر فشاں سے ارشاد فرمایا کہ آج میرا سفر

آخرت ہے۔ ہم قضاوقدر پر راضی ہیں اگر میری آبرو رہ گئی تو کسی کو نہیں چھوڑوں گا لیکن تمام دوستوں اور عزیزوں کے لئے میری یہ وصیت ہے کہ مولیٰ کی یاد میں مشغول رہیں جو تمام کاموں میں سب سے اعلیٰ کام ہے۔
اس درد بھری خبر کو سنتے ہی ہر ایک شخص غم واندوہ میں ڈوب گیا۔ آہیں نکلنے لگیں اور سب کی آنکھیں نم ناک ہوگئیں سب کی زبان پر تھا ہائے افسوس ہائے حسرت! سب لوگ یہی کہہ رہے تھے کہ یہ ہم لوگوں کی بدقسمتی ہے کہ ایسی ذات بابرکات سے ہم لوگ اب محروم ہو رہے ہیں جو ہم طالبوں اور مریدوں کے لئے فیض بخش تھی۔ لیکن یہ ایسا معاملہ ہے جس کو ہونا ہی ہے اس لئے ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی ہیں۔

اس کے بعد حضرت مخدوم (شیخ آموں) نے پوری توجہ اور نوازش وکرم کے ساتھ اس بے چارے گنہگار (شیخ ارزانی) کو اپنے نزدیک بلایا تمام حاضرین مجلس کی موجودگی میں سجادۂ خلافت، دستار خاص اور تبرکات عطا فرمایا اور بہت تاکید کے ساتھ اپنی زبان مبارک سے حکم دیا کہ میری وفات کی تاریخ، سال، مہینہ اور دن کے ساتھ اس رسالہ میں درج کردو۔ اسی وقت حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ کے وصال کی تاریخ کے لئے یہ مصراع غیبی الہام کے ذریعہ اس بے چارے مؤلف (شیخ ارزانی) کے

دل میں یوں وارد ہوا۔

دُرِّ شرف بصدف واصل شد

۷۸۴

جب میں نے اس مرثیے کو حضرت کے سامنے پیش کیا تو آپ نے بہت پسند کیا، بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ مرثیہ بھی اس قابل ہے کہ اس کو بھی اس رسالہ میں شامل کرلیا جائے ۔آپ کے حکم مقدسہ کے مطابق میں نے رسالے میں شامل کرلیا۔

اس کے بعد تمام حاضرین مجلس کو الگ الگ رخصت فرما کر خود بدولت حجرۂ مبارک میں تشریف لے گئے اور یادحق میں مشغول ہو گئے۔

قدوۃ المحققین، زبدۃ السالکین بندگی حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ ۴رشعبان المعظم ۷۸۴ھ قمری جمعہ کے دن نماز چاشت کے وقت وصال فرمایااورظہر کے وقت تدفین عمل میں آئی۔

چونکہ میرے والد بزرگوار حضرت مخدوم (شیخ آموں) نے اپنی حیات ہی میں اس بے چارے عاصی (شیخ ارزانی) کو سجادۂ خلافت عطا فرما دیا تھا۔لہٰذا ۶۳۱سال سے میں یادالٰہی میں مشغول ہوں اور اس مدت میں جب میرے فرزند شاہ مبارک علوم ظاہری کی تحصیل اور اکتساب سے فارغ ہوئے تو علوم دینی کی تعلیم اور تلقین میں ان کو لگا دیا اور جب ان کو اللہ تعالیٰ

کے فضل وکرم سے علم ظاہری و باطنی سے آراستہ دیکھا اور میں بھی اب اپنی زندگی کے آخری ایام میں پہنچ گیا ہوں تو بندگی حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ سے جو سجادہ خلافت، دستار خاص اور تبرکات وغیرہ ملا تھا تمام طالبین ومریدین کے موجودگی میں اپنے فرزند شاہ مبارک کو عطا کر دیا اور انہیں بخش دیا۔

یہ رسالہ جو حضور پُر نور والد ماجد حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ کے متعلق ہے اس لئے تحریر میں لایا گیا ہے تا کہ حضرت کی اولاد اور وارثوں کو حضرت کے متعلق واقفیت ہو جائے ۔فیض یاب اور بہرہ اندوز ہوں اور تمام مسلمانوں کو نیک توفیق عطا ہو۔ یا ملك الوهاب واللہ اعلم بالصواب۔

❁❁❁

رسالہ

مطلوب المبارک

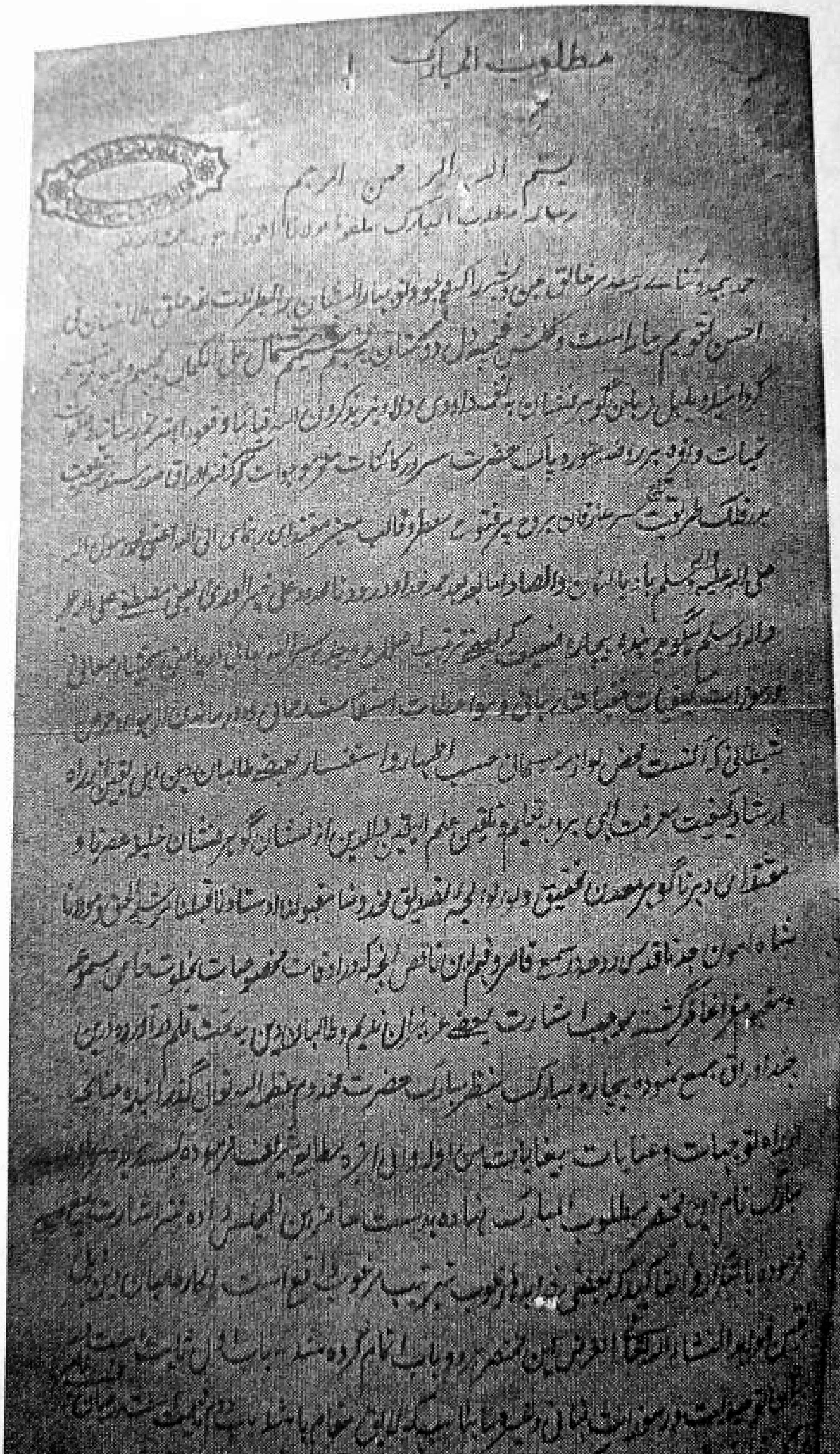
ملفوظ

حضرت مخدوم مولانا شیخ احمد آموںؒ

جامع

حضرت مولانا شیخ مبارکؒ

عکسی کاپی مطلوب المبارک صفحہ اول


مطلوب المبارک

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ مطلوب المبارک

تمہید جامع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

بے انتہا تعریف، بے حساب ثنا خالق جن و بشر کے لیے خاص ہے جس نے نو بہار انسان کے وجود کو لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْم کے زیور سے سجایا، دوستوں کے غنچۂ دل کے چمن کو یُحِبُّھُمْ وَ یُحِبُّوْنَہٗ کے نسیم جاں فزا سے تبسم آمیز بنایا اور بلبل زبان گوہر فشاں کو قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا کے نغمۂ داودی سے ترنم ریز بنایا۔

اور وافر صلوٰۃ وسلام حضرت سرور کائنات، فخر موجودات، سر دفتر اوراقِ حقیقت، صدر مسند شریعت، بدر فلک طریقت تاج سرِ عارفان کے روضۂ منورہ پر اور مقتدائے رہنمائے الی اللہ یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پُر فتوحِ معطر وقالب معنبر پر نثار ہو۔ بحرمت بالنون والصاد۔

امابعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور خیر الوریٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم پر بے انتہا درود کے بعد بندۂ بے چارہ ضعیف (شیخ مبارک) نے
اللہ تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار کے ذریعہ اصلاح اور خیر کو ترتیب دینے، معانی
سے بھرپور گفتگو تک رسائی حاصل کرنے، ربانی کیفیات کے پوشیدہ اسرار و
رموز کی واقفیت حاصل کرنے، اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر قائم رہنے، شیطانی
خواہشات اور حرص و ہوس سے دور رہنے جو جسم کے لئے لوازمات میں
ہے کی غرض سے بعض طالبان دین اور اہل یقین کی فرمائش اور اصرار پر
معرفت الٰہی کی کیفیت سے متعلق ارشادات کو علم الیقین والدین کی تلقین و
تعلیم جو خلیفۂ عصرنا مقتدائے دہرنا گوہر معدن تحقیق لولوئے لجۂ تصدیق
مخدومنا مقبولنا استاذنا قبلتنا مرشد الحق و مولانا شاہ آموں جدنا قدس سرہ کی
زبان گوہر فشاں سے اس ناقص (یعنی شیخ مبارک) نے حضرت کے خلوت
خاص کے مخصوص اوقات میں سنا سمجھا ان کو بعض عزیزوں، دوستوں اور
دین کے طالبوں کی فرمائش سے تحریر کر دیا۔ اور اس کو بے چارے مبارک
نے حضرت مخدوم شیخ آموں کی خدمت اقدس میں مطالعہ کے لئے پیش کیا۔
چنانچہ از راہ کرم اور پوری توجہ و عنایت کے ساتھ حضرت نے شروع سے
آخر تک نہ صرف مطالعہ فرمایا بلکہ پسند بھی کیا اور اپنی زبان مبارک سے اس
کا نام "مطلوب المبارك" رکھ کر اپنے دست مبارک سے حاضرین

مجلس کے ہاتھوں میں دے دیا اور بار بار تاکید کے ساتھ فرمایا کہ اس میں بعض فوائد بہت خوب ہیں اور بہت اچھی طرح مرتب کئے گئے ہیں یہ طالبان دین اور اہل الیقین کے کام آنے والا رسالہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

الغرض یہ مختصر رسالہ دو باب پر مکمل کیا گیا ہے۔

پہلا باب توحید کے بیان اور پوشیدہ اسرار جو مقام کے لائق اور مناسب ہے کے ذکر پر مبنی ہے اور اس کو چار مجالس پر مرتب کیا ہے۔

دوسرا باب اپنے بزرگوں کے نسب نامہ، سلسلہ اور اس کے متعلقات کے بیان پر مبنی ہے اور اس میں تین مجالس ہیں۔

باب اول

مجلس - ۱

۱۲؍شعبان المعظم جمعہ کی نماز کے بعد حضرت شیخ آموں عظمہ اللہ کے آستانہ عالیہ (اللہ تعالیٰ اس کے عزت و مرتبے کو ہمیشہ قائم رکھے اور مقبول بنائے) کی زمیں بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ وصول الی اللہ کا ذکر ہونے لگا۔ حضرت نے اپنی زبان مبارک سے کمال شوق کے ساتھ اس طرح بیان فرمایا

اِعْلَمْ، اِنَّ الْوَصُوْلَ اِلَی اللہ تَعَالٰی : عَلٰی ثَلٰثَۃِ اَنْوَاعٍ

اَوَّلُهَا :- اَلْوَصُوْلُ اِلَی اللہ تَعَالٰی : هُوَ الْخُرُوْجُ عَنِ الْاَفْعَالِ الذَّمِیْمَۃِ، وَهِیَ تَزْکِیَۃُ النَّفْسِ۔

وَثَانِیْهَا :- اَلْوَصُوْلُ اِلَی اللہ تَعَالٰی : وَهُوَ الْاِنْقِطَاعُ عَمَّا سِوَی اللہ، وَهِیَ تَصْفِیَّۃُ الْقَلْبِ۔

وَثَالِثُهَا :- اَلْوَصُوْلُ اِلَی اللہ تَعَالٰی : وَهُوَ الْخُرُوْجُ عَنْ صِفَاتِہٖ، وَهِیَ تَجْلِیَّۃُ الرُّوْحِ۔

فَيَنْبَغِي :- لِطَالِبِ الْحَقِّ ، اَنْ يَّخْرُجَ عَنْ صِفَاتِهٖ ، حَتّٰى يَصِيْرُ بَقَاؤُهٗ بِصِفَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى

حاضرین کو سمجھانے اور ان کو رغبت دلانے کے خیال سے مندرجہ بالا عربی عبارت کا حضرت نے فارسی زبان میں ترجمہ کیا (جس کا اردو ترجمہ یہ ہے)۔

اللہ تک پہنچنے کی تین قسمیں ہیں (یعنی تین طریقے ہیں)۔

پہلی قسم :- یہ ہے کہ بری صفتوں سے نکل جائے اس کو تزکیۂ نفس یعنی نفس کی پاکی کہتے ہیں۔

دوسری قسم :- یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام چیزوں سے اپنے کو منقطع کرلے یہ تصفیۂ قلب یعنی قلب کی صفائی ہے۔

تیسری قسم :- یہ ہے کہ اپنی صفات سے نکل آئے اس کو تجلّیٔ روح کہتے ہیں۔

طالب حق کو چاہئے کہ اپنی صفات سے اس طرح نکل آئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے ساتھ اسے بقا حاصل ہو جائے۔

فائدہ :- معلوم رہے اور باخبر رہو کہ جب کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ سب سے پہلے توبۃ النصوح (یعنی سچی اور پکی توبہ) کرے، حرام چیزوں کے آس پاس بھی نہیں جائے اپنے کو پورے یقین کے ساتھ مُردوں کے زمرہ میں داخل کرلے، اہل قبرستان میں شمار کرے اور اس

غدار دنیا کے معاملات اور کاروبار سے ہمیشہ بیزار رہے۔

ایں عروس است، ولے قحبۂ بازار صفت
کہ یک از پیش گذشتہ دگر استادہ قفاست
(یہ دلہن ہے لیکن اُس بازاری عورت کی طرح ہے
جس کے پاس سے اگر ایک اُٹھ کر گیا ہے تو دوسرا اُس کے پیچھے کھڑا ہے)

دنیا سے تعلق ہو مگر اتنا ہی جتنے کی ضرورت ہے یعنی جس سے جسم کی توانائی قائم رہے، دین کے راستے میں یقین کو اپنا مددگار بنا لے۔ آدھے پیٹ سے زیادہ نہیں کھائے یعنی اتنا ہی کھائے جس سے نہ بھوکا رہے اور نہ شکم سیر ہو جائے، لباس اتنا ہی بھر ہو جس سے سردی اور گرمی کٹ جائے چاہے وہ نیا ہو یا پرانا، غیب کی طرف سے جو کچھ پہنچے اس کو لینے میں ہرگز تکلف سے کام نہ لے اور اگر کچھ نہیں ملے تو اس کے لئے نہ غم گین ہو نہ اندوہ گین، صبر و شکر اور قناعت کو اپنا پیشہ بنا لے اور اس حال میں ایسا خوش اور مسرور رہے جیسا دوسرے لوگ مال و دولت کے ملنے پر رہتے ہیں، دنیا والوں کی صحبت سے اس طرح بھاگے جس طرح سانپ اور شیر سے بھاگتے ہیں، چنانچہ کہتے ہیں کہ درویشوں کا کام فقر و فاقہ سے گذرنا ہے، محنت اور رنج یعنی دکھ اور تکلیف کا گھونٹ پینا ہے، درد و الم ہو یا خوشی اور غم سب کو یکساں جانے، خوشی اور مسرت ہو یا محلوں سے ملنے والے زخم ہوں سب کو ایک سمجھے، فقیروں اور

غریبوں سے محبت کرے، دنیا اور دنیا والوں سے راہ فرار اختیار کرے، جب درویش اس مرتبہ اور مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس وقت حق تبارک وتعالیٰ کی محبت پورے کمال کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔

الدنیا ساحرۃٌ: یہ دنیا ایک ساحرہ ہے، اس کے سحر کا حال یہ ہے کہ اس کی ساری آرائش ونمائش خواب کی طرح ہے، یہاں کا کھانا پینا خیال کی طرح ہے، ساری لذتیں اور شہوتیں احتلام کی طرح ہیں۔ کسی بزرگ نے فرمایا ہے۔

حال دنیا را چو پرسیدم من از فرزانہ
گفت یا خوابیست یا بادیست یا افسانہ
باز گفتم حال آنکس گو کہ دل دروے ببست
گفت یا غول است یا دیو است یا دیوانہ

(میں نے کسی عقلمند سے جب دنیا کے بارے میں پوچھا۔
تو اس نے کہا کہ دنیا ایک خواب ہے۔ باد ہے یا افسانہ ہے۔
پھر میں نے پوچھا ذرا اُس شخص کا حال تو بتایئے جس نے دنیا سے دل لگائے رکھا ہے۔
تو اس نے کہا ایسا شخص بھوت ہے۔ جن ہے دیو ہے یا دیوانہ ہے)

نقل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک ایسی عورت کو دیکھا جو زانی تھی۔ بدحال اور سیاہ رو تھی اور دیکھنے میں بھی مکروہ تھی۔

سوال: حضرت نے اُس عورت سے پوچھا تو کون ہے؟

جواب: اُس عورت نے کہا میں دنیا ہوں۔

سوال: حضرت نے پھر پوچھا تو نے کتنے مردوں کو اپنا شوہر بنایا ہے؟

جواب: اُس عورت نے جواب دیا کہ بے حد اور بے شمار۔

سوال: پھر دریافت کیا اچھا یہ تو بتا کہ کسی شوہر نے تجھے طلاق بھی دیا ہے؟

جواب: اُس نے کہا نہیں، بلکہ سب کو میں نے قتل کیا ہے۔

اس کے بعد مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ نے پورے ذوق وشوق کے ساتھ مضمون کی مناسبت سے ایک دوسرا واقعہ بہت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔

اگر سلطان العارفینؒ کے سامنے دنیا کا ذکر ہوتا تو آپ وضو کرتے اور بہشت کا تذکرہ ہوتا تو غسل کرتے۔

لوگوں نے عرض کیا آخر اس وضو اور غسل کی وجہ کیا ہے؟

فرمایا دنیا محدث ہے یعنی وہ جگہ جس سے وضو ساقط ہو جائے لہٰذا اس کا ذکر بھی وضو توڑنے والا ہوا اِس لئے کہ حدث سے شریعت میں وضو لازم آجاتا ہے اور بہشت تکمیل شہوت کی جگہ ہے اس کا ذکر ناپاکی کے درجہ میں ہے اور ناپاکی سے شریعت میں غسل واجب ہوتا ہے۔

مجلس - ۲

فجر کی نماز کے بعد مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ اپنے معمولات یعنی اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر مصلیٰ ہی پر رونق افروز تھے، خاکسار کو خاکبوسی کا شرف حاصل ہوا۔ گفتگو کے درمیان حق سبحانہٗ تعالیٰ کو یاد کرنے اور اس کے ذکر کی بات ہونے لگی۔ فرمایا حق تعالیٰ کو یاد کرنا تین طریقے پر ہے۔

زبان سے یاد کیا جائے یا دل سے یا سر سے۔ اس سلسلہ میں حدیث قدسی ہے اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ آدَمَ لَمُضْغَةٌ، وَفِیْ مُضْغَةٌ قَلْبٌ، وَفِیْ قَلْبِہٖ فَوَادٌ، وَفِیْ فَوَادُہٗ ضَمِیْرٌ، وَفِیْ ضَمِیْرُہٗ سِرٌّ، وَفِیْ سِرُّہٗ اَنَا (بے شک ابن آدم کے جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے، اس لوتھڑے میں قلب ہے، اس قلب میں دل ہے، اس دل میں ضمیر ہے، اس ضمیر میں سر ہے اور اس سر میں مَیں ہوں)۔

طالب کو چاہئے کہ فنا کی کشتی میں بیٹھ جائے اور ساحل بقا تک پہنچ جائے۔ جاننا چاہئے کہ کشتی فنا کیا ہے۔ سنئے! لَآ اِلٰہَ کشتی فنا ہے اور اِلَّا اللہ ساحل بقا ہے۔

جتنی چیزیں علم میں ہیں اور دکھائی دے رہی ہیں نیچے سے اوپر تک بلکہ اپنی ذات کے ساتھ سب کو لَا کی کشتی میں کھینچ لے تا کہ ربوبیت

(بعض نسخے میں صویت ہے) کے دریا میں سیر کرے اور اِلَّا اللہ کے اثبات میں غوطہ لگائے تا کہ بقا تک پہنچ جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ [آلِ عمران ۱۸] (اللہ نے گواہی دی کہ اس کی ذات کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں)۔

چاہئے کہ اس کی لقا کا تاجِ اخلاص سر پر رکھ کر اور حضوری کا کمر بند کمر مضبوطی کے ساتھ باندھ کر عبودیت کے گھوڑے پر سوار ہو جائے۔ عبادت کا کوڑا اپنے ہاتھ میں لے لے اور وحدت کے میدان میں گھوڑے کو اس طرح دوڑائے کہ مقام احدیت میں قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اَللّٰہُ الصَّمَدُ کی صفات کے ساتھ پہنچ جائے۔

چاہئے کہ توحید کے پانی سے اپنے دِل کے سر کی پرورش کرے، اپنی روح کو حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ظہور سے منور رکھے، صانع کے انوار کی تجلیات کے دریا میں اپنے کو غوطہ لگائے یہاں تک کہ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا سر ہے اور میں اس کا سر ہوں) کا موتی ہاتھ آجائے اس لئے کہ روح کو جان کہتے ہیں اور جان میں وہ سر ہے جس کو جاناں کہتے ہیں یہ مقام انوارِ محبوبیت کا ہے۔

اے عزیز! طالب کو چاہئے کہ اپنی خودی کی صفات سے فانی ہو

جائے تا کہ صفاتِ حق کے ساتھ باقی رہے اور اپنی خودی کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکے تا کہ اپنی ذات میں واجب الوجود کی تجلیات کے مظاہر کا مشاہدہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ [الحدید/ ۳] (وہی اول ہے، وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے) اور جو خالص صوفیاء ہیں وہ اس مرتبے کو قربِ نوافل کہتے ہیں اور جس کو قربِ نوافل کا یہ مرتبہ حاصل ہو گیا اس کے تمام صفات، افعال، احوال واجب الوجود کے تمام صفات و احوال میں محو ہو گئے جیسا کہ حدیث قدسی ہے اِذَا كَانَ الْعَبْدُ تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِالْعِبَادَةِ كَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالذِّكْرِ الْجَلِیِّ وَالْخَفِیِّ. فَتَقَرَّبْتُ اِلَی الْعَبْدِ. فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ. وَ كُنْتُ بَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصِرُ بِهٖ. وَ كُنْتُ یَدَهُ الَّذِیْ یَبْطِشُ بِهٖ. وَ كُنْتُ رِجْلَهُ الَّذِیْ یَمْشِیْ بِهٖ. واللہ اعلم بالصواب (جب بندہ عبادت یعنی نماز، روزہ اور ذکر جلی و خفی کے وسیلہ سے مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں بھی اس بندے سے قریب ہو جاتا ہوں۔ میں اس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے۔ میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے۔ میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ لیتا ہے۔ میں اس کا پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے) واللہ اعلم بالصواب۔

طالب کو جاننا چاہیے کہ مومن کے مشاغل تین طریقے پر ہیں۔

ایک عبادت، دوسرا عبودیت اور تیسرا محبت

* جانتے ہیں عبادت کیا ہے؟

عبادت وہ ہے جس کے عوض میں حور و قصور اور بہشت کی دوسری نعمتیں ملتی ہیں۔

* عبودیت کیا ہے؟

عبودیت وہ ہے جس سے قرب درجات حاصل ہوتے ہیں۔

* محبت کسے کہتے ہیں؟

محبت وہ ہے جس کا عوض خود ذات اللہ ہے۔

لہذا مومن کو چاہیے کہ ہر حال میں اسی کی ذات کا طالب رہے یعنی اپنی ذات سے پورے طور پر منہ موڑ لے تا کہ اللہ تعالیٰ کی نوازش و کرم اور اس کی عنایت سے اللہ تعالیٰ کی ذات تک پہنچ جائے۔ جیسا کہ کہتے ہیں ؎

گر مرادِ خویش خواہی، ترک وصل ما بگیر

گر مرا خواہی، رہا کن آرزوے خویش را

(اگر اپنی مراد چاہتے ہو تو میرے وصل کا خیال دل سے نکال دو۔
اور اگر مجھے چاہتے ہو تو اپنی خواہشات اور تمناؤں سے نکل آؤ)

چنانچہ اسی معنیٰ میں ایک دوسری حدیث قدسی ہے لِکُلٍّ فِدَاءٌ جَزَاءٌ وَفِدَاءُ ذَاتِكَ ذَاتِي ہر چیز کا معاوضہ ہے اور تیری ذات کا معاوضہ میری ذات ہے۔

اس قول کی مناسبت سے ایک دوسری حدیث قدسی بھی ہے۔ مَنۡ اَحَبَّنِیۡ فَقَتَلۡتُہٗ فَاَنَا دِیَتُہٗ (جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اسے قتل کرتا ہوں اور جسے میں قتل کرتا ہوں تو اس کا خوں بہا میں ہو جاتا ہوں)۔ حدیث مذکور کا ظاہری معنی یہ ہے کہ جو مجھ کو دوست رکھتا ہے اس کو میں قتل کرتا ہوں یعنی اس کو محنت سختی اور بلا میں مبتلا کر دیتا ہوں جیسا کہ اگلے زمانے میں انبیاء اور اولیاء کے اوپر گذرا اور یہ کشف معانی اور تجلیات الٰہی کے وارد ہونے کا سبب ہے اور جس کو میں قتل کرتا ہوں اس کی جزا اور اس کا عوض میں خود ہو جاتا ہوں اور حدیث مذکور کا باطنی معنی اہل قلب و شہود کے نزدیک اور اولیاء و انبیاء کے نزدیک یہ ہے کہ جو میری ذات کی محبت میں گم ہو گیا وہ میرا باطن ہو گیا اور میں اس کا ظاہر ہو گیا۔ اس مرتبے کو پاک دل صوفیاء کے نزدیک قرب نوافل کہتے ہیں۔

مجلس - ۳

۲/ رمضان المبارک نماز تراویح کے بعد مقبول الکونین حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ کی قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوا۔ نفس کافر سے متعلق گفتگو ہونے لگی۔

حضرت نے فرمایا کہ نفس تمام کافروں میں سے ہے اور کافروں کو دوست رکھنا حرام ہے اور ان سے جنگ وجدال کرنا حلال رہے۔ چنانچہ نفس کے ساتھ دشمنی اور جنگ ہر زمانہ میں فرض عین رہا ہے، جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

از یں کافر کہ مارا در نہاد است
مسلماں در جہاں کم تر فتاد است

(میری سرشت میں جو کافر چھپا ہوا ہے دوسرے مسلمانوں کو اس سے کم واسطہ پڑا ہے)

اس سے معلوم ہوا کہ طالب حق کے لئے نفس کافر کو ترک کرنا فرض عین ہے۔

ترا تا نفس کافر در کمین است
کجا تو رہبری آنجا کہ دین است

(جہاں دین ہے وہاں تک تم کیسے پہنچ سکتے ہو اس لئے کہ نفس کافر تمہاری تاک میں لگا ہوا ہے)

جب رحمٰن کا طالب نفس اور شیطان کی قید سے رہائی پالیتا ہے تزکیہ نفس حاصل کر لیتا ہے دوئی کی نجاست کو قالب سے دور اور دفع کر لیتا ہے خلعت یگانگی پہن لیتا ہے اور یہ کہتا ہے۔

کم تر از طفلی نہ باید بود در راہ سلوک
کز دوئی ترسد اگر دو دو بگوئید مادرش

(راہِ سلوک میں اس بچے سے کم نہیں ہونا چاہیے
جس کو اس کی ماں جب دو، دو کہتی ہے تو وہ دوئی سے ڈرنے لگتا ہے)

اور اپنے محبوب و مطلوب کی محبت کے خلوت میں پہنچ جاتا ہے اور ترنم کے ساتھ یہ گانے لگتا ہے۔

دوئی را دور کن از دل یکے را بین تہہ و بالا
ترا گرایں میسر شد، ہمین ست خانہ خالا

(دوئی کو دل سے نکال پھیکو۔ اوپر سے نیچے تک ایک ہی ایک دیکھو۔
اگر تمہارے دل کو یہ میسر ہو گیا تو یہی مبارک گھر ہے)

جب طالب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس وقت اس پاک بے نیاز کے راز کا محرم ہو جاتا ہے اس معنیٰ کے تحت اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ (انسان میرا راز ہے اور میں اس کا راز ہوں)۔

اس وقت طالب شراب محبت پی کر اور مشاہدے کے نشے میں رہ کر ہمہ دم محبوب و مقصود کے جمال میں گم رہتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ [البقرہ، ۱۱۵] (جس طرف بھی تم نگاہ کرو تم خدا کے جمال کو دیکھتے ہو) اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ۔ مَارَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا اللّٰہَ۔ فَلَیْسَ فِیْ الدَّارَیْنِ غَیْرُ اللّٰہِ (جس چیز کو بھی میں نے دیکھا اس میں اللہ تعالیٰ کو دیکھا، میں نے کسی چیز کو نہیں دیکھا مگر اللہ تعالیٰ کو دیکھا دونوں جہان میں اللہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے)۔

وجودے ندارد کسے جز خدای
ہموں بود و باشد ہمیشہ بجای

(خدا کے سوا کسی کا وجود نہیں ہے۔ وہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ [الواقعہ، ۸۵] (ہم تم سے زیادہ اُس سے قریب ہوتے ہیں البتہ تم دیکھ نہیں سکتے)۔ اے عزیز! طالب کو چاہیے کہ قالب کی عمارت کو یقین پر تصور کرے تمام افعال، اقوال، احوال اور حرکات وسکنات میں بلکہ کھانے پینے سونے اور جاگنے میں یعنی ہر حال میں اللہ کے ساتھ رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَاللّٰهُ مَعَكُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْر (جہاں کہیں بھی تم رہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور جو عمل بھی تم کرو اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا ہے)۔

اور یہ بھی معلوم رہے کہ لَا فَاعِلَ فِی الْوَجُوْدِ اِلَّا اللّٰه فاعل وجود اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور ہمیشہ قرب کے دریا سے مانوس رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (ہم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں) اس لئے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کو جگہ نہیں دینا چاہیے ہاں اگر ہو تو اللہ کا ذکر ہو۔

خواہم کہ بیخ صحبت اغیار برکنم
درباغ دل رہا نہ کنم جز نہال دوست

(میں چاہتا ہوں کہ غیروں کی صحبت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکوں
اور دل کے باغ میں نہال دوست کے سوا کچھ نہ رہے)

اور یہ غیر کہ جس کو تم دیکھ رہے ہو اس کو تم غیر مت کہو اس لئے کہ یہ
غیر اعتباری ہے حقیقی نہیں ہے اور یہ محال در محال ہے۔
چنانچہ اس مقام میں طالب کا مقصود یہ ہے کہ وجود ایک ہی سے
موجود ہے اور وہی وجود ان صورتوں میں ظاہر ہوا ہے۔ رباعی

ای کہ حسنت پرتوے در چہرۂ ہر دل برے
عشق تو در ہر دلے وشوق تو در ہر سرے
عاریت، حسن تو در ہر صورتے بنہادہ اند
چوں کہ جز تو نیست در عالم بہ معنی دیگرے

(اے صاحب حسن و جمال! آپ ہی کے حسن کا عکس ہر چہرے میں ہے،
آپ ہی کا عشق ہر دل میں ہے اور آپ ہی کا شوق ہر سر میں ہے.
ہر صورت میں آپ ہی کے حسن کی بھیک رکھ دی گئی ہے
اس لئے کہ اس عالم میں معناً بھی آپ کے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے)

ہر چہ ہست، آں یار ہست، اغیار نیست
غیر او جز وہم وجز پندار نیست

(جو کچھ ہے وہی یار ہے کوئی غیر نہیں ہے اس کا غیر وہم اور پندار کے سوا کچھ نہیں ہے)
اس کے بعد تمام حاضرین کو اپنی زبان مبارک سے رخصت فرمایا
اور خود خلوت خاص کے گوشے میں یاد حق میں مشغول ہو گئے۔

مجلس - ۴

ماہ مذکور میں جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سجادۂ مبارک پر جلوہ افروز ہوئے۔ خاکسار، حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ دام شرفہ کی قدم بوسی کے شرف سے مشرف ہوا۔ پیروں سے ارشاد و تلقین کی جو نعمت حاصل ہوئی تھی اس کا ذکر موضوعِ گفتگو تھا۔ بندگی حضرت مخدوم عظمہ اللہ نے اپنی زبان گوہر فشاں سے اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی؛

سب سے پہلے مرشد کو چاہئے کہ وہ طالب صادق کو حکم دیں کہ تین روز تک لگاتار روزہ رکھے اگر ہو سکے تو طئے کا روزہ رکھے، نہیں تو بہت مختصر سے افطار کرے، ہر روز ۱ کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ ۲ استغفار ۳ اور درود ایک ایک ہزار بار پڑھے، تیسرے روز رات کے آخری حصے میں غسل کرے، مرشد کی خدمت میں حاضر ہو، مرشد اس کو خلوت میں اپنے سامنے مؤدب بیٹھائیں، مسترشد کے حال کے مناسب جو ذکر ہو وہ اس کو تلقین فرمائیں، خلوت میں اس طرح رہے کہ مرشد اور مسترشد کے علاوہ کوئی تیسرا نہ ہو، اس لئے کہ مرشد کی تلقین اسرار الٰہی ہے اور ہر طالب خاص اسرار کے لئے مخصوص ہے، اس بات کی وصیت کریں کہ مرید صادق اپنے مرشد کی

تلقین کے حکم کے مطابق ذکر پر قائم رہے گا، گفتگو اور اظہار بیان سے پرہیز کرے گا تاکہ اسرار و انوار کے ثمرات سے بہرہ ور ہو۔

تلقین کا طریقہ یہ ہے کہ ایک بار مرشد ذکر کرے اور مسترشد اس کو سنے، دوسری بار مسترشد ذکر کرے اور مرشد اس کو سنے۔ اس طرح تین بار تکرار کرے۔ پھر حوالہ کر دے اور حوالہ یہ ہے کہ:-

مرشد کہے - "جس طرح ہم کو پیروں سے ملا ہے، ہم نے تجھے عطا کر دیا"

مسترشد کہے- "ہم نے قبول کیا".

اس کے بعد مرشد یہ حکم دے کہ ایسے تنگ و تاریک حجرے میں جہاں نہ کسی کی آواز آئے اور نہ وہاں کسی طرح کا مال و متاع ہو نہ ساز و سامان ہو چلے جاؤ۔ وہ حجرہ اتنا تنگ اور اندھیرا ہو کہ کھڑے ہونے، بیٹھنے بلکہ لیٹنے میں پریشانی ہو۔ چارزانو بیٹھے اگرچہ چارزانو بیٹھنا بدعت ہے، کوئی بھی شیخ چارزانو نہیں بیٹھے ہیں اس لئے کہ چارزانو بیٹھنا متکبروں کا طریقہ ہے. لیکن اجازت اس وجہ سے ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسجد میں چارزانو بیٹھے ہیں اور اگلے مشائخین نے ذکر کے لئے چارزانو بیٹھنے کی اجازت دی ہے. لیکن اس طرح بیٹھا جائے کہ پیٹھ سیدھی رہے جھکی نہ رہے، دونوں آنکھیں بند رہیں، دونوں ہاتھ زانو پر رکھے. داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور اس سے

متصل دوسری انگلی سے رگِ کیماس کو بائیں جانب مضبوطی کے ساتھ پکڑے۔ کیماس اس رگ کو کہتے ہیں جس کا رابطہ قلب کے باطن سے ہے۔ جب اس کو قوت ملتی ہے تو باطن میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور باطن کی حرارت قلب کی صفائی کا سبب ہے۔ اس کے بعد ہاتھ پاؤں کے سرے اور زبان سے اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائے ذکر جہری ہو یا خفی (یعنی بلند آواز سے ہو یا آہستہ) جس میں ذوق پیدا ہو اسی کو اختیار کرے، اور ایسا انشراح ہو کہ اس وقت ذکر عبادت بن جائے عادت نہ ہو۔

اور معلوم ہونا چاہیے کہ "بیست و یک زبان" سے مراد زبان اور بیسوں انگلیوں کا سرا ہے جن کو امہات اعضا کہتے ہیں، اور اس بات میں اس طرف اشارہ ہے کہ ذکر اس قوت کے ساتھ ہو کہ دل میں خضوع و خشوع کی کیفیت ظاہر ہو اور ذکر کا اثر سارے اعضاء، رگوں، چمڑے، گوشت، خون، ہڈی، مغز سب میں پیدا ہو جائے۔

جب حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ کی گفتگو یہاں تک پہنچی تو گذشتہ زمانے کو یاد کر کے افسوس فرمانے لگے، آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا کہ سلطان العارفین، سراج الملۃ و حجۃ الدین، مقتدائے دہرنا، استاذنا و قبلتنا مرشد الحق والحقیقۃ بندگی حضرت پیر دستگیر مخدوم جہاں، مخدوم شاہ شرف الدین،

شرف الحق، شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس روحہما نے اسی طرح سے تلقین و ارشاد فرمایا ہے، جس طرح میں نے بیان کیا اور وہ سب مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔

اسی زمانے میں میرے والد بزرگوار حضرت قبلہ شاہ ارازنی نے اس بے چارہ (شیخ مبارک مؤلف ایں رسالہ) کو تلقین و ارشاد کی طرف اشارہ فرمایا، چنانچہ حسب فرمان بیعت کے تمام شرائط کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے والد ماجد (حضرت مولانا شیخ ارزانیؒ) سے شرفِ بیعت حاصل کیا، جب محض فضل الٰہیؒ کے صدقے اور حضرت والد بزرگوار کی نعمت ارشاد کے ذریعہ مجھ میں لائق تحسین استعداد پیدا ہوگئی تو ایک روز خلوت خاص میں لے گئے اور وہاں ذکر چہار ضربی کی تعلیم و تلقین اس طریقے پر خود سے دی کہ ذکر چہار ضربی جو نفی و اثبات پر مشتمل ہے مشائخ نے اختیار فرمایا ہے اور ان کے معمول میں رہا ہے اور وہ یوں ہے۔

- لَا اِلٰہَ کو بائیں طرف سے کھینچ کر دائیں جانب لے جائیں،
- مد کو اتنا کھینچیں اور طویل کریں کہ تینوں ضرب ایک ہی سانس میں پوری ہو جائے۔
- اِلَّا اللّٰہ کی چوتھی ضرب دل پر لگائیں اور اس طرح ذکر کو مرتب کریں،

✲ لَا اِلٰہَ میں جو تینوں ضربیں ہیں وہ اس بات کی طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ تینوں خطرات یعنی شیطانی، نفسانی اور ملکی خطرات کی نفی کی جا رہی ہے۔

✲ اور اِلَّا اللہ کی چوتھی ضرب میں (وجود باری تعالیٰ کا) اثبات ہے۔

پہلی ضرب جو دل اور بائیں زانو کی طرف لگائی جاتی ہے اس میں خطرۂ شیطانی کی نفی کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ شیطان کی جائے قیام وقرار بائیں جانب ہے۔

دوسری ضرب جو دائیں زانو کی طرف لگائی جاتی ہے اس میں خطرۂ نفسانی کی نفی کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ ہمیشہ نفس و شیطان کا آمنا سامنا ہے۔

تیسری ضرب دائیں کاندھے پر خطرۂ ملکی کی نفی کی طرف اشارہ ہے اس لئے کہ دایاں شانہ فرشتگانِ خیر کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

چوتھی ضرب اِلَّا اللہ کی ہے جو فضائے دل پر لگائی جاتی ہے اور یہ صرف حق سبحانہ تعالیٰ کی ذات پاک کے اثبات کی طرف اشارہ ہے۔

حضرت مخدوم (شیخ ارزانی) عظمہ اللہ کی تلقین کے مطابق اس ذکر کو میں نے اپنا معمول بنالیا ہے۔

اور حضرت نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ذکر دوضربی میں ہمیشہ اور اتنا زیادہ مشغول رہنا کہ گویا اس میں مستغرق ہو جاؤ۔ ذکر دوضربی، ذکر چہار ضربی سے تھوڑا فرق ہے۔

ذکر دوضربی میں ایک ضرب لَا اِلٰہَ کی ہے اور دوسری ضرب اِلَّا اللہ کی۔ تین بار، پانچ بار، سات بار یا دس بار کرنے کے بعد کلمہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ پڑھے۔ دس مرتبہ پورا ہونے کے بعد ایک دفعہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ کہے تا کہ کلمہ طیب کا ذکر ہو جائے۔ یہ ذکر تین رکن کے ساتھ مرتب ہوا اس لئے کہ یہ ذکر اسی تین رکن کے ساتھ ہے یعنی ذکر دو واسطہ ہو اور اس کا ملاحظہ تین رکن ہے باقی سب کے سب شرائط ہیں۔ جتنا ہو سکے اس کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ورد کرتا رہے تا کہ دل صاف اور روشن ہو جائے، چمک آجائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لِکُلِّ شَیْءٍ صَقَالَۃٌ وَ صَقَالَۃُ الْقَلْبِ ذِکْرُ اللہ تَعَالٰی (ہر چیز کا زنگ چھڑانے کا ذریعہ ہے اور قلب کا زنگ صاف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے)

واللہ اعلم بالصواب۔

باب دوم

یہ باب اپنے بزرگوں کے سلسلۂ نسب اور اس کے متعلقات کے ذکر اور بیان پر مشتمل ہے۔ چونکہ حضرت مخدومنا (شیخ آموں) سلطان العارفین، قطب المحققین، مرشد الحق والحقیقۃ بندگی حضرت شاہ شرف الدین احمد یحیٰ منیری قدس روحہما سے شرف ارادت اور اعزاز خلافت رکھتے تھے اس لئے جب تک حیات رہے حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کے احوال وصفات ہمیشہ بیان کرتے اور زیادہ تر وقت آپ کی زبان پر حضرت ہی کا تذکرہ ہوتا۔

مجلس - ۱

۱۲ر رمضان المبارک فجر کی نماز کے بعد سجادہ پر جلوہ افروز تھے، حضرت

مخدوم (شیخ آموں) کے آستانہ بوسی کے شرف سے طالبین مشرف ہوئے۔ بزرگوں کے نسب کا ذکر ہونے لگا۔ حاضرین مجلس کی ارادت کو دیکھتے ہوئے آپ نے یہ نقل بیان فرمائی کہ گذشتہ زمانے میں ایک دن پرگنہ راجگیر میں بندگی حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا اس وقت حضرت پیر دستگیر مخدوم جہاں کے بزرگوں کے نسب اور اولاد کا تذکرہ ہونے لگا۔ حضرت مخدوم جہاں نے اپنی زبان مبارک سے جو کچھ فرمایا وہ پورے طور پر مجھے یاد ہے۔

اور وہ اس طرح ہے کہ حضرت امام محمد تاج فقیہ کے تین صاحبزادے تھے:-

۱. شاہ اسرائیل ۲. شاہ اسماعیل ۳. شاہ عبدالعزیز

شاہ اسرائیل مذکور کے دو صاحبزادے تھے۔ شیخ مظفر اور مخدوم شیخ یحیٰ منیری قدس سرہٗ۔ شیخ مذکور یعنی حضرت یحیٰ منیری کے چار صاحبزادے تھے؛

۱. شیخ جلیل الدین ۲. مخدوم شرف الدین

۳. شیخ خلیل الدین ۴. شیخ حبیب الدین

سلطان العارفین حضرت پیر دستگیر مخدوم جہاں دام شرفہ کا مفصل نسب نامہ اس طرح ہے:-

شیخ شرف الدین بن شیخ یحیٰ منیری بن شیخ

اسرائیل بن شیخ امام محمد تاج فقیہہ بن امام ابوبکر بن امام

ابوالفتح بن امام ابوالقاسم بن امام ابوالصائم بن امام

ابوالدہر بن امام ابواللیث بن امام ابوہسم بن امام

ابودین بن امام ابومسعود بن امام ابوذر بن زبیر بن عبد

المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن

لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ

اسی وقت حضرت مخدوم جہاں دام شرفہٗ کے خلیفۂ اعظم حضرت مخدوم شاہ مظفر (شمس) بلخی کا نسب نامہ بھی بیان فرمایا جو درج ذیل ہے:-

شاہ مظفر بن سلطان شمس بن سلطان سید علی بن سید

حمید الدین بن سراج الدین بن محمود بن سلطان ابراہیم بن

ادہم بن سید سلیمان بن سید ناصر بن سید محمد بن یعقوب بن احمد

بن اسحاق بن زید بن محمد بن قاسم بن امام زین العابدین

بن امام حسین شہید دشت کربلا بن شاہ مرداں علی کرم اللہ وجہٗ۔

اس بیچارہ شیخ مبارک کو اپنے بزرگوں کی اولاد اور ان کے نسب سے متعلق جو کچھ سنا تھا وہ قدرے معلوم تھا لیکن ظاہراً و باطناً ان کی تفصیل

نہیں معلوم تھی پوری واقفیت حاصل کرنے اور باخبر ہونے کی نیت سے میں نے جب تفصیل کے لئے عرض کیا تو اپنی خاص مہربانیوں کے پیش نظر شروع سے آخر تک تفصیل اور صراحت کے ساتھ تشریح فرمائی اور حکم دیا کہ ان چیزوں کو اس مختصر رسالہ میں شامل کرلو تاکہ وقت پر کام آئے، چنانچہ میں نے حکم کے مطابق ان کو قلم بند کرلیا اور وہ نسب نامہ یہ ہے:-

مولانا شاہ آموں بن شیخ ابراہیم بن شیخ عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز بن اسرائیل بن عبداللہ چوسوی بن عبدالواحد حقانی بن ابوالقاسم بن ابوالمسعود اصفہانی بن ابونجیب بن امام ابوسعید بن امام ابوالویس بن امام ابواللیث بن امام ابواسحاق بن امام ابوزید بن امام عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب بن ابوالہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔

جب حضرت مخدوم (شیخ آموں) عظمہ اللہ اس مضمون پر پہنچے تو اپنی زبان مبارک سے بعض دوسرے فوائد مقام کی مناسبت سے بیان فرمائے اور وہ یہ ہے کہ مروجہ اور طویل کتابوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا

ہے کہ لفظ قریش کا خطاب سب سے پہلے نضر بن کنعانہ کی اولاد کو ملا۔ چنانچہ جو شخص نضر بن کنعانہ کی اولاد میں نہیں وہ دراصل قریشی نہیں ہے۔

پھر تھوڑی دیر تک مخدومنا (شیخ آموں) عظمہ اللہ خاموش رہے اس کے بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو گئے جب اس آیت لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ ؕ اِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً پر پہنچے تو آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ دل سے درد بھری آہ نکلی اور یہ نقل بیان فرمائی۔

حضرت پیر دستگیر مخدومنا مخدوم جہاں دام شرفہٗ کے مرض الموت کے وقت جو لوگ حاضر تھے ان میں قاضی شمس الدین دام تقواہ، مولانا شہاب الدین خواجہ مینا کے بھانجا، میرے والد بزرگوار مولانا شیخ ابراہیم اور یہ بیچارا (شیخ آموں) سب کے سب بے چینی اور بیقراری کی حالت میں رات بھر جاگ کر دل سے حاضر تھے اور اس حاضری کو اپنے لئے بہت ہی بڑا شرف سمجھتے تھے۔ پنجشنبہ ۶ رشوال کی رات میں لجۂ تصدیق اور بحر عمیق کے درِ شہوار رواق سے صحنِ رواق میں رونق افروز ہوئے اس کے بعد اپنے دست مبارک کو اوپر اٹھایا اور مصافحہ کے انداز میں قاضی شمس الدین کے ہاتھ کو پکڑا پھر قاضی زاہد اللہ کا ہاتھ پکڑ ااپنے سینۂ مبارک پر رکھا اور زبان مبارک سے فرمایا "ماھمانیم، ماھمانیم" (ہم وہی ہیں، ہم وہی ہیں)، اس کے

بعد لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا کی آیت تلاوت فرمائی اور اس کے بعد ہر ایک کو اس کی مدفن کی طرف جانے کی اجازت دی۔ اس کے بعد میرے والد بزرگوار بندگی حضرت شیخ مولانا ابراہیم کے ہاتھ کو پکڑا اپنے سینۂ مبارک پر رکھا وہی آیت پڑھی اور اپنی زبان مبارک سے وطن مالوف کی جانب جانے کی اجازت دی۔

اس کے بعد خاص نوازش و کرم کے ساتھ مجھے (شیخ آموں) آواز دی۔ لبیک کہتے ہوئے حاضر خدمت ہوا۔ میرے ہاتھ کو پکڑ لیا اپنے سینے اور چہرۂ مبارک پر رکھا اسی آیت مذکور کو پڑھنے لگے لطف خاص اور نوازش و کرم کے ساتھ وہ قرآن پاک جس کو تلاوت میں رکھتے تھے مجھے عطا فرما دیا، پھر اس مقام کے لئے جو میرا مدفن ہوگا جانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

مجلس - ۲

۶/رجب المرجب فجر کی نماز کے بعد حضرت مخدوم (شیخ آموں) حاضرین کی طرف مخاطب ہوئے اور لوگوں کے سوال کے مطابق اپنے بزرگوں کے نقل مکانی کی کیفیت تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی کہ میرے بزرگوں کی نشو و

نما اور پیدائش کی جگہ مشہور شہر دار الاصفہان ہے لیکن مصلحت وقت کے پیش نظر
جد امجد بندگی حضرت شیخ عبد اللہ چوسوی نے چوسا میں آکر اقامت اور سکونت
اختیار کرلی۔ جب میرے والد بزرگوار حضرت مولانا (شیخ ابراہیم) سلطان العارفین
پیر دستگیر حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ سے شرف بیعت حاصل کر کے حضرت
کے مریدوں کی فہرست میں داخل ہو گئے اور طاقیہ بھی تبرکاً حاصل کرلیا تو اس
دیار کے گاؤں ابراہیم پور چارگاواں (چرواواں) کو اپنے متعلقین کی سکونت
کے لئے منتخب فرمایا، چنانچہ میری (شیخ آموں) جائے پیدائش اسی دیار میں
ہے لیکن چونکہ قدوۃ الواصلین زبدۃ العارفین حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ، محرم
اسرار غیب حضرت مخدوم شاہ شعیب اور بندگی حضرت شاہ اسحٰق مغربی قدس
سرھما کی ملاقات اور دیدار کے لئے اکثر اس علاقے سے گذرتے اس لئے
میری نشو و نما اس طرح ہوئی کہ ایک روز جب میری خوش نصیبی نے میری
رہبری کی تو حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کی نظر مبارک مجھ (شیخ آموں) پر پڑ گئی
اپنے قریب بلایا لبیک کہتے ہوئے دوڑ کر حاضر آیا۔ آپ کے سامنے مؤدبانہ بیٹھ
گیا۔ اس کے بعد باطنی توجہ فرماتے ہوئے۔ مجھ سے کھانے کے لئے کچھ مانگا۔
میں نے جلدی سے حاضر کیا آپ نے کھا کر اور ایک لقمہ چبا کر اپنے دست
مبارک سے میرے منہ میں ڈال دیا۔ اس لقمہ کے کھاتے ہی ایک نور میرے

باطن میں روشن ہو گیا اور اس لقمہ کی برکت سے دل مال واسباب اور زمین و جائداد سے پورے طور پر سرد پڑ گیا۔ دنیا کی محبت اور اس کی الفت اسی دن سے جاتی رہی اور اس روز سے آج تک سفر و حضر میں حاضر رہتا۔ صحبت و خدمت میں لگا رہتا اور اس مدت میں جب علوم ظاہری کی تحصیل سے فارغ ہوا تو حسب ارشاد بیعت کے شرف سے مشرف ہو گیا۔

ایک روز حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ اپنی عادت اور رسم کے مطابق خواجہ معز اللہ (یعنی خواجہ ابو اسحاق مغربی) کے یہاں تشریف لائے اس وقت کے حاکم جن کا نام کامگار اور جن کا لقب مجد الملک مُقطع تھا نے تھوڑی زمین حضرت مخدوم جہاں دام شرفہ کی خدمت میں نذر کی۔ پہلے تو لینے سے انکار کیا پھر اس کی دلداری کے خیال سے قبول کر لیا اس کے بعد گلچکاں کا ایک درخت اپنے دست مبارک سے اس زمین میں لگا دیا۔ اس کے بعد پورے باغ کو مکمل کرنے کی مجھے (شیخ آموں) تاکید بلیغ فرمائی اور خاص نوازش و کرم کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ هٰذِهِ الْاَرْض الْمَنذُور مَكَان مَدفُونك وَ مقام مَسكَن اَولَادِكَ (یہ زمین جو نذر شدہ ہے تمہارے مدفن کے لئے اور تمہاری اولاد کی رہائش کے لئے دی جاتی ہے)۔ چنانچہ میں نے قبول کر کے حکم پر عمل کیا۔

سید نصیر الدین بخاری جو شیخ آموں کے معتقدین میں تھے، ہوش سنبھالتے ہی اس فقیر کی اتباع اور پیروی میں لگ گئے، سید مذکور کی ارادت کو دیکھتے ہوئے اسی زمین کے پوربی حصے میں گلچکاں کے باغ کے پورب جانب ان کے لئے جگہ مقرر کر دیا اور سید مذکور کی قبر گاہ اسی معین اور مقرر جگہ پر بنائی گئی۔

اس کے بعد مولانا مخدومنا میرے جد بزرگوار (شیخ آموں) چاشت کی نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اور ہمیشہ کے معمول کے مطابق پورے آداب کے ساتھ اوراد میں لگ گئے۔

مجلس - ۳

حضرت مخدومنا کی وفات کے ذکر میں؛

۴ رشعبان المعظم ۸۴۷ھ جمعہ کے دن نماز فجر ادا کرنے کے بعد مولانا مخدومنا (شیخ آموں) حاضرین کے ساتھ رونق افروز تھے پورے دلی توجہ کے ساتھ میرے والد بزرگوار حضرت ارزانی کو طلب کیا تبرکات خاص عطا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ آج میرے وداع اور آخری سفر کا دن ہے۔

حضرت کی زبان مبارک سے یہ جملہ سنتے ہی ہم تمام لوگوں کا برا حال ہو گیا سارے لوگ رونے لگے اور نالہ وفریاد کرنے لگے۔

اس کے بعد اس بیچارہ اور کم مایہ (شیخ مبارک) کو اپنے نزدیک بلایا اور اس رسالہ (مطلوب المبارک) میں اپنی وفات کے سال، مہینہ اور دن کی تفصیل لکھنے کی بہت سخت تاکید فرمائی۔ جیسا فرمایا میں نے ویسا ہی کیا۔ سن اور سال مذکور میں چاشت کی نماز کے بعد بندگی حضرت مخدومنا قدوۃ المحققین مخدوم (شیخ آموں) قدس سرہٗ کا انتقال ہوا اور تدفین عمل میں آئی۔ حضرت مخدومنا و مولانا کی تاریخ وفات مندرجہ ذیل مصراع

دُرِ شرف بصدف واصل شد

کے مادہ تاریخ "درِ شرف" (۸۸۴ھ) کو میں نے حضرت کے حکم کے مطابق اور حاضرین مجلس کے مشورے سے اس رسالے میں شامل کر دیا اور پورا کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

❁❁❁

حواشی

تحقیقات المعانی:-

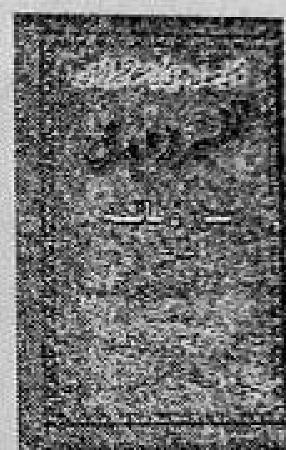
۱	مطلوب المبارک میں اس مجلس کی تاریخ ۱۲ر رمضان المبارک ہے۔
۲	مطلوب المبارک میں شاہ اسرائیل کے دو صاحبزادے کا ذکر ہے ایک کا نام شیخ مظفر لکھا ہے اور دوسرے کا نام شیخ یحییٰ منیری۔
۳	یہاں پر قریش اور قریشی کی تحقیق سے متعلق تقریباً پندرہ سطریں وہ ہیں جو روضۃ الاحباب سے لی گئی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے حاشیہ پر اس عبارت کو تحریر کیا ہو جس کو بعد کے کاتبوں نے متن میں شامل کر دیا اس لئے کہ روضۃ الاحباب نویں صدی (۹۰۰) ہجری کی تالیف ہے اور یہ ملفوظ ۷۸۳ھ اور ۷۸۴ھ کے درمیان کا ہے۔

مطلوب المبارک:-

۱	ڈاکٹر عطا کریم کے مرتبہ اور مطبوعہ نسخہ میں سلطان العارفین کے بعد ''مخدوم جہاں'' ہے حالانکہ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامیؒ کا لقب ہے۔
۲	ڈاکٹر عطا کریم کے مرتبہ و مطبوعہ نسخہ میں تاریخ کا اندراج اس طرح ہے:- ''درمیان تاریخ سیزدہم ماہ شعبان المعظم تا ختیں روز ماہ رمضان المبارک سال ۷۸۳ھ قمری''

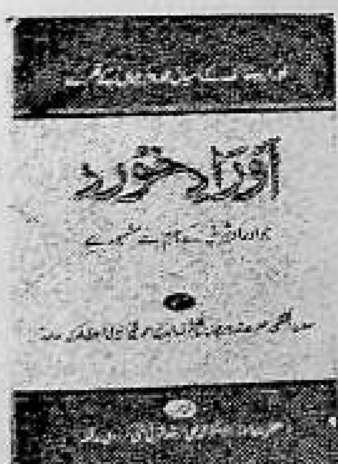


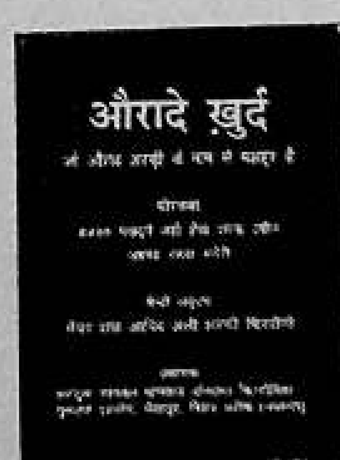
شرف الاشاعت، بہار شریف
کی
علمی وعرفانی خدمات












Book Name	:	**TAHQEEQATUL MA'ANI & MATLOOBUL MOBARAK**
Malfuzat	:	Hazrat Maulana Shaikh Ahmad Aamun (r.a)
Collected by	:	Hazrat Shaikh Arzani & Hazrat shaikh Mobarak
Translated by	:	M. Ali Arshad Sharfi Firdausi
Presented by	:	Ahmad Ghazali Firdausi
First Edition	:	1435 A.H / 2014 A.D
Computerised by	:	Firdausi Computer Centre, Gulzar-e-ibrahim, Bhainsasoor, Bihar Sharif
Published by	:	Sharaful Ashaet, Khanquah Balkhia Firdausia, Bhainsasoor, Bihar Sharif (Nalanda)
Printed by	:	
Pages	:	96
Price	:	

SHARAFUL ASHAET

KHANQUAH BALKHIA FIRDAUSIA,
Gulzar-e-ibrahim, Bhainsasoor, Bihar Sharif,
Nalanda (803101)
E-mail : sharafulashaet@gmail.com
Mob : +91-9905319932, 9899967913

MALFUZAT

HAZRAT MAKHDOOM

SHAIKH AHMAD AAMUN (R.A)

TAHQEEQATUL MA'ANI

COLLECTED BY :

HAZRAT SHAIKH ARZANI (R.A)

MATLOOBUL MOBARAK

COLLECTED BY :

HAZRAT SHAIKH MOBARAK (R.A)

TRANSLATOR;

M. ALI ARSHAD SHARFI FIRDAUSI

TAHQEEQATUL MA'ANI
&
MATLUBUL MOBARAK

MALFUZAT

HAZRAT MAULANA SHAIKH AHMAD AAMUN

Translated By :

M. Ali Arshad Sharfi Firdausi

صاحب ملفوظ -- ایک نظر میں

اسم گرامی	:	احمد آموں
لقب	:	مولانا آموں، شیخ آموں، بھائی آموں، مقبول عالم آموں
والد ماجد	:	شیخ ابراہیم
مورث اعلیٰ	:	عبداللہ چوسوی
وطن	:	اصفہان
مقام پیدائش	:	موضع ابراہیم پور چرواواں
پیرو مرشد	:	حضرت مخدوم جہاں شیخ شرف الدین احمد یحیٰ منیری فردوسی
سلسلہ	:	فردوسیہ
تاریخ وفات	:	۴ر شعبان المعظم ۷۸۴ھ مطابق ۱۳ر اکتوبر ۱۳۸۲ء
آستانہ	:	موضع چرواواں (تالاب کے کنارے)
صاحبزادے	:	حضرت شیخ ارزانی
پوتے	:	حضرت شیخ مبارک
ملفوظات	:	تحقیقات المعانی اور مطلوب المبارک

Published By :
Sharaful Ashaet
Gulzar-E-Ibrahim, Bhainsasur, Biharsharif,
Nalanda, (Bihar) - 803101
Email : sharafulashaet@gmail.com
Mob.: +91-9905319932, 9899967913